شریعت
مصنف
رئیس القلم قائد اعظم علامہ
ارشد القادری
علیہ الرحمہ
اس کتاب میں آپ پڑھیں گے
رسوائے زمانہ کتاب "شریعت یا جہالت" کی علمی ولسانی حیثیت
پالن حقانی کی جہالت کی منھ بولتی تصویر
موصوف کی عداوت رسول کے ناقابل انکار حقائق
قرآن پاک کے ترجمہ میں تحریف کیوں؟
پالن حقانی کی کہانی خود ان کے علما کی زبانی
تحقیق
محمد مہر القادری شاہ
ناشر
تحریک تحفظ عقائد
پچپڑوا، بلرام پور، یوپی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ملا پالن حقانی کی کتاب "شریعت یا جہالت" کا جواب

بنام

شریعت

مصنف

رئیس القلم قائد اعظم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

تحقیق

محمد ساجد احمد "ڈاکٹر مہر القادری شاہ"

ناشر تحریک تحفظ عقائد، پچپڑوا، بلرام پور، یوپی

----(تفصیلات)----

نام کتاب: شریعت

تحقیق و تجدید: محمد ساجد احمد "مہر القادری شاہ"

کمپوزنگ: مولانا شہر عالم رضوی

مطبع: دار الکتاب دہلی

ناشر: تحریک تحفظ عقائد

----(ملنے کے پتے)----

- فاطمہ بکڈپو بڑھنی بازار سدھارتھ نگر۔ 9532348078-91+
- نظامی بکڈپو ڈمریاگنج سدھارتھ نگر۔ 9415673838-91+
- کتب خانہ امجدیہ دہلی
- مکتبہ امام اعظم دہلی
- مکتبہ جام نور دہلی & فاروقیہ بکڈپو دہلی
- نوری کتاب گھر مدنی مسافر خانہ مہسول چوک سیتامڑھی بہار 8578831491
- نوری بکڈپو جامعہ فیضان اشفاق ناگور راجستھان

نشان منزل

نمبر شمار	--(مشمولات)--	صفحہ
۱	دیکھیے اسے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو (از: ڈاکٹر مہر النساء شاہ)	۳
۲	پالن حقانی اور علمائے وہابیہ (از: محمد ساجد احمد " مہر القادری شاہ ")	۴
۳	پہلے اسے پڑھیے!	۷
۴	گالیاں	۱۱
۵	انبیائے کرام کی شان میں گستاخیاں	۱۸
۶	پہلی گستاخی	۱۹
۷	دوسری گستاخی	۲۱
۸	اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی	۲۱
۹	آیت قرآنی کے ترجمہ میں خیانت	۲۳
۱۰	ترجمہ قرآن میں ایک اور خیانت	۲۵
۱۱	ترجمہ قرآن میں ایک اور خیانت	۲۶
۱۲	محبوب کبریا کی شان میں گستاخی	۲۷
۱۳	محبوب کبریا کی شان میں ایک اور گستاخی	۲۸
۱۴	الزام الٹ گیا	۲۹
۱۵	مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو آواز	۳۱
۱۶	دلائل و مسائل	۳۱
۱۷	وہابی کہنے کی بحث	۳۱
۱۸	کافر کو کافر کہنے کی بحث	۳۳
۱۹	میلاد کی بحث	۳۵
۲۰	قیام کی بحث	۳۸
۲۱	حضور کو بھائی کہنے کی بحث	۴۴
۲۲	انگوٹھے چومنے کی بحث	۴۷

۲۳	وسیلہ کی بحث	۵۰
۲۴	علم غیب کی بحث	۵۴
۲۵	ایک جھوٹے الزام کی تردید	۵۹
۲۶	مصادر و مراجع	۶۱
۲۷	اشاریہ	۶۲

دیکھیے اسے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ تحریرات و تصنیفات کا سلسلہ ابتداے اسلام سے لے کر آج تک تسلسل کے ساتھ چلا آرہا ہے اور صبح قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا، تحریر ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی اہمیت و افادیت سے کسی بھی صاحب فہم و فراست کو انکار نہیں، لیکن صفحہ ذہن پر ایک سوال ابھر کر آتا ہے کہ ان تحریرات و تصنیفات کا آخر مقصد کیا ہے؟

ذرہ برابر بھی انسانیت جس کے روح میں موجود ہوگی یقینا یہی جواب دے گا کہ ان تمام کا مقصد صرف اور صرف تحفظ ناموس مصطفی ﷺ ہے، آقاے دو جہاں کی عزت و عصمت پر پہرہ داری کے لیے کتابیں معرض وجود میں آکر روشن چراغ، نشان منزل کا حسین کارنامہ انجام دیتی ہیں۔

دور جدید میں کتابوں کی تاثیر ایک اہم چیلنج ہے کہ آخر کتابیں متاثر کیوں نہیں کرتی ہیں؟ راقمہ کہتی ہے دور جدید کے روشن خیالوں کا یہ دعویٰ کہ کتابیں متاثر نہیں کرتی ہیں قطعًا غلط ہے۔ یقین نہیں آے تو تعصب، بغض و عناد، حسد و کینہ کو برطرف کر کے اہل سنت کے کسی غمخوار عالم دین کی ایک تحریر پڑھ لے پھر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاے گا۔

روشن خیالوں کا یہ دعویٰ میرا بھی ذہن قبول کرنے کو تیار تھا لیکن جب میں قائد اعظم ہندوستان علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی معرکۃ الآرا تصنیف بنام "لالہ زار" کا مطالعہ کیا تو دل کی دنیا میں ایک نئی تڑپ پیدا ہوئی کہ نہیں! صرف یہ کہ کر کسی عالم دین کو نہ ٹھکراؤ کہ یہ مولوی صاحب ہیں۔

یہ مولوی صاحب صرف مولوی صاحب ہی نہیں ہمارے ایمان کی روح کے محافظ ہیں اسی صف میں رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ جیسی سرمایہ ملت، محافظ ایمان اہل سنت کی پاکیزہ نفوس قدسیہ بھی موجود ہیں جنھوں نے پوری زندگی بدمذہبوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لسانًا و قلمًا چیلنج کرتے رہے کہ کل بھی تم ناموس مصطفی کے باغی تھے اور آج بھی ناموس مصطفی کے باغی ہو۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے　　　　کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

از: ڈاکٹر مہر النساء شاہ، وارد حال شاہ نگر ممبئی

پالن حقانی اور علماے وہابیہ

اب اگر میرے نوک قلم سے کوئی جملہ پالن حقانی صاحب جس کی تائید وتوثیق: قاری محمد طیب [۱] مولانا محمد زکریا [۲] ابوالحسن علی الحسنی الندوی [۳] سید اسعد میاں [۴] مختار احمد ندوی [۵] جیسے اکابرین وہابیہ نے کی ہواس کے حق میں نکلے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ بات پیدا ہو کہ شائد کچھ اپنی طرف سے کہہ رہے ہوں حالاں کہ جماعت اہلسنت کا کوئی بھی ذمہ دار عالم اس طرح کی باتوں کا نہ تو قائل ہے کہ کسی پر بے جا الزام تراشی کرے اور تہمتیں لگاے اور نہ ہی ہفوات پر قلم اٹھانے کا قائل اس لیے اپنے آپ کو ایک ذمہ دار خادم اہل سنت سمجھتے ہوے یہ ماننا ہے کہ پالن حقانی صاحب کی کیا حیثیت ہے؟ ان کا علمی معیار کیا ہے؟ خود ان کے گھر کی گواہی مل جاے تو بہتر ہوگا۔

اب ذہن حاشیہ پر موجود الجھنوں سے سکون واطمنان کی راہ لے کر آیئے پالن حقانی صاحب کی کتاب پر موجود "تاثر خامہ" از حبیب الرحمٰن ایڈیٹر "آب حیات" احمد آباد کا اقتباس پڑھیے اور فیصلہ کیجیے یہ کون ہے؟ کیا ہے؟

تو لیجیۓ! جناب لکھتے ہیں:

"آپ (پالن حقانی) کا تعلق میانہ برادری سے ہے جو اپنی شجاعت اور دلیری میں جس قدر مشہور ہے اسی قدر جہالت، توہم پرستی، اور رجعت پسندی میں بھی خاصی شہرت کی مالک ہے، حکومت کی نظروں میں یہ ایک جرائم پیشہ قوم تھی"

آگے لکھتے ہیں:

"گجرات سوراشٹر کے اکثر ڈاکو اور سر پھرے لوگ اسی قوم سے پیدا ہوے تھے اسی لیے حکومت کی نظروں میں یہ قوم معتوب تھی۔ جہالت کا یہ عالم تھا کہ باوجود مسلمان ہونے کے دین کے احکام اور شریعت کے تقاضوں کا اسے کوئی علم نہ تھا"

---

(۱) مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ۱۱/ اگست ۱۹۷۵ء میں تقریباً دو صفحہ پر باضابطہ ایک تصدیق نامہ لکھ مہر تصدیق ثبت کی

(۲) سہارنپوری شیخ الحدیث تبلیغی جماعت نے ۱۲/ شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ کو ایک صفحہ میں تائید نامہ لکھا

(۳) دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ

(۴) صدر جمعۃ علماے ہند وارد حال بہرائچ نے ۲/ دسمبر ۱۹۷۵ء ۶/ سطر لکھ کر پرزور تصدیق کی

(۵) ناظم اعلیٰ جمیعت اہل حدیث بمبئی نے اخبار اہل حدیث دہلی میں ۱۵/ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو پرزور تائید کی۔

تھوڑااور آگے چلیے! لکھتے ہیں:

''حقانی صاحب اسی قوم کے ایک فرد ہیں۔ان کے والد پالن بذات خود ایک مشہور ڈاکو تھے۔ رہزنی ان کا خاندانی پیشہ تھا''

انہیں کے گھر کے نوک قلم سے نکلی ہوئی تیر ایک حقیقت کی شکل میں لکھتے ہیں:

''حقانی صاحب زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔اس لیے کہ جس دور میں اور جس ماحول میں انہوں نے ہوش سنبھالا اور پروان چڑھے اس دور میں ان کی قوم کو تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا''

لیجیے اب ان کے علمی حقائق کو بھی سن لیجئے!

''اوائل عمر میں کچھ گجراتی اور کچھ اردو تعلیم پالی تھی اور یہی مختصر اور محدود تعلیم ان کے حق میں لا محدود اور نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی''

چلتے چلتے ان کے پیشہ پر بھی نظر ڈالتے چلیں! لکھتے ہیں:

''سن بلوغ کو پہنچ کر مل میں مزدوری کا کام شروع کیا چنانچہ حقانی صاحب نے احمد آباد کے ایک مل میں محنت مزدوری سے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔جوانی کا عالم، طبیعت میں لاابالی پن کے ساتھ ساتھ قوم اور خاندان کے صفات بھی موجود تھے، کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا، کوئی ہدایت و اصلاح کرنے والا بھی نہیں تھا۔چناچہ رفتہ رفتہ وہ تمام اخلاق رذیلہ ان میں جمع ہو گئے جو اس وقت اور اس ماحول کی خاص پیداوار تھے''

''حقانی صاحب کی شادی بھی اپنی ہی قوم میں ہوئی۔آگے چل کر وہ شہروان کانیر (سراشٹر) آکر مقیم ہو گئے اور یہاں ایک مل میں کام کرنے لگے اس زمانے میں آپ کو قوالی کا بڑا شوق تھا۔ زبان فصیح نہ تھی پھر بھی اردو غزلیں خوب گاتے تھے اور محفل میں رنگ جما دیتے تھے۔لیکن اس شوق کے ساتھ جرائم کا سلسلہ بھی کسی نہ کسی صورت میں چل ہی رہا تھا''

ایک بار پھر غور سے ان مذکورہ اقتباسات کو پڑھیے! اور فیصلہ کیجیے!

وہابی جماعت کی عقل مندی پر ماتم کیجیے!

کیا اب بھی کچھ ڈھکا چھپا ہے؟ اے قوم مسلم جماعت اہلسنت ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے سادہ لوح مسلمانو! تمہیں حق پر ہو، تمہیں سواد اعظم ہو، تمہیں تحفظ ناموس رسالت کے سچے وفادار اور محافظ و علم بردار ہو۔

اب ورق کو الٹیے اور قائد اعظم کی تحریر دل نشیں ،ایوان نجد میں زلزلہ،ایوان کفر و ارتداد کی تابوت میں آخری کیل کی دھمک اپنے کانوں سے سنیئے!

محمد ساجد احمد "مہر القادری شاہ"
بانی وسربراہ: تحریک تحفظ عقائد
۲۳؍ مئی ۲۰۱۸ء مطابق ٦؍ رمضان المبارک

پہلے اسے پڑھئے!

آج ہندوستان میں مسلمان کے لیے بے شمار مسائل ہیں لیکن دین کے بعد سب سے اہم مسئلہ ذریعہ معاش کا ہے کہ وہی مدار حیات ہے چند لاکھ دولت مندوں کو الگ کر دیجئے تو دس کروڑ[۱] مسلمانوں میں آپ کو سوائے غریبوں، مزدوروں اور محنت کشوں کے اور کوئی نہیں ملے گا۔

مذہبی زندگی، اخلاقی کردار، قومی خودداری اور شرافت نفس پر محتاج، تنگ دستی اور بے کاری کا کیا اثر پڑتا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے شب و روز اس کی مثالیں ہماری نگاہوں سے گذر رہی ہیں۔

یہی وہ محرکات ہیں جن کے پس منظر میں جمشید پور کے تعمیری ذہن رکھنے والے مسلمانوں نے ۱۹۷۲ء میں " فیض العلوم ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ "[۲] کے نام سے ایک صنعتی تربیتی ادارے کی بنیاد رکھی تاکہ آج کے مشینی دور میں مسلم نوجونوں کو خود کفیل زندگی گزارنے کے قابل بنایا جاسکے۔

ایک سال کی تگ و دو اور صبر آزما محنتوں اور کوششوں کے بعد مختلف مشینوں، تعلیمی آلات، ورک شاپ، تعلیم گاہ اور ضروری لوازمات کے ساتھ انسٹی ٹیوٹ کا ڈھانچہ تیار ہو گیا۔

اور ۱۴/ اپریل ۱۹۷۳ء کی تاریخ اس کی افتتاح کے لیے طے پائی گئی، اخبارات، پوسٹروں اور تعارفی لٹریچر کے ذریعہ جب ملک میں اس کی تشہیر ہوئی تو دیکھ کر ہم دنگ رہ گئے کہ ملک کے کونے کونے سے تحسین و مبارکباد اور حوصلہ افزا پیغامات کے انبار لگ گئے۔

ٹھیک اس وقت جب کہ جشن افتتاح کے انتظامات میں شہر کے مختلف حلقے مصروف تھے "پالن حقانی" نام کے ایک مولانا جمشید پور میں تشریف لائے اور ابتدائی تقریر میں انہوں نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ نہ ہم دیوبندی ہیں اور نہ بریلوی لیکن دو ہی تقریر کے بعد وہ بالکل ننگے ہو گئے اور مذہب اہل سنت کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور ان کے ساتھ وہی لوگ رہ گئے جو تبلیغی جماعت اور دیوبندی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

بیس بائیس دن کی مدت قیام میں ان کی تقریروں سے جمشید پور کے مسلمانوں کو کیا فیض پہنچا! اگر ہم اسے چند جملوں میں بیان کریں تو صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ محلے محلے، گھر گھر اور بھائی بھائی کے درمیان جو منافرت کی آگ وہ لگا گئے، اب تک سلگ رہی ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ جمشید پور کے مزدور مسلمانوں کو کب تک اس آگ میں جلنا پڑے گا یہ ہے ان کا وہ گراں قدر عطیہ جس کے صلے

---

(۱) رپورٹ کے مطابق ۵. ۱۴/ فی صد مسلم آبادی ہے ۲۰۱۸ء

(۲) Faiz-ul-Oloom Technical Institute

میں ان کے عقیدت مندوں نے انہیں ہزاروں روپئے کی بھینٹ چڑھائی اور وہ "جیب بھرو" نہیں بلکہ " تھیلا بھرو مولوی" بن کر یہاں سے تشریف لے گئے۔

کبھی کبھی سوچتا ہوں تو دماغ ٹھنے لگتا ہے کہ تخریب اور فساد کے لیے لوگوں میں کتنے غضب کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جنگل کی آگ کی طرح شر پھیلانے کے لیے وقت دھن اور جسم و جان کی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی لوگ دریغ نہیں کرتے لیکن انہیں لوگوں سے اگر کہا جائے کہ صرف آوازوں اور نغموں کے بل پر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی مستقبل کی تعمیر کی طرف بڑھو! تو ان کے پاوں شل ہو جاتے ہیں ان کی جیب خالی ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ان کے وقت میں ایک لمحے کی گنجائش نہیں رہتی۔

حقانی صاحب کے متعلق مجھے لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ عطائی حکیم کی طرح عطائی مولوی ہیں قوالی گاتے گاتے وہ اچانک واعظ بن گئے اور آج قوالی اور گالی ان کے وعظ کا بہت اہم حصہ ہے۔ یہاں تک کہ اسے اگر ان کے وعظ سے الگ کر دیا جائے تو ان کی محفل میں ان کے بجائے الو بولنے لگیں گے۔

اپنی بے علمی کو چھپانے کے لیے انہوں نے چند اردو کتابوں کے صفحات اور آیتوں اور حدیثوں کے نمبر رٹ لیے ہیں۔ حالانکہ یہی ان کی بے علمی کی سب سے بڑی نشانی ہے کیوں کہ احادیث کی اصل کتابوں میں کسی بھی حدیث کا نمبر نہیں دیا گیا ہے۔[۱] اسی طرح قرآن میں ایک ایک آیت کا نمبر بھی قرآن کی تفسیروں اور پرانے نسخوں میں کہیں درج نہیں ہے یہ ساری بدعتیں بعد کے اردو ترجمے والوں نے نکالی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی کتاب "شریعت یا جہالت" میں قرآن کی آیتیں اردو میں لکھی گئی ہیں، کسی بھی زبان میں قرآن کی آیتوں کا ترجمہ بغیر کسی قباحت کے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بہر حال اسے ترجمہ ہی کہا جائے گا لیکن حقانی صاحب نے اردو زبان میں آیتوں کو اس طرح پیش کیا ہے جیسے لگتا ہے کہ قرآن اردو ہی میں نازل ہوا تھا۔ بغیر عربی عبارت کے صرف اردو ترجمہ پیش کرنے میں سب سے بڑی مصلحت یہ ہے کہ الفاظ کا غلط ترجمہ کر کے لوگوں کو گمراہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں اصل قرآن دیکھے بغیر ترجمے کی چوری پکڑنا بہت مشکل ہے۔

ان کی کتاب "شریعت یا جہالت" اپنے علمی مواد اور فنی نقاہت کے لحاظ سے ہر گز اس قابل نہیں

---

(۱) موجودہ وقت میں احادیث کی Numbring کر دی گئی ہے، خاص کر ہندوستان سے باہر چھپنے والی حدیث پاک کی کتابوں میں۔

ہے کہ اسے کوئی اہمیت دی جاے یا اس کا جواب لکھا جاے۔ اور یہ ہیں از راہ تعصب یا ان سے مذہبی اختلاف کی بنیاد پر میں نہیں کہ رہا ہوں، بلکہ ان ہم عقیدہ علمانے بھی یہی راے قائم کی ہے۔ جیسا کہ ”شریعت یا جہالت“ میں خود ان کے مداحوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ انہیں کے الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف ملاحظہ فرمائیے!

”تعجب اور افسوس تو اس پر ہے کہ اپنے بعض دیوبندی المسلک عالم بھی حسد و عناد پر اتر آے اور حقانی صاحب کو ان پڑھ بتا کر ان کی کتاب ”شریعت یا جہالت“ کو غیر مستند اور کمزور عبارتیں پیش کر کے گرانا چاہا۔ مگر سب نے دیکھ لیا کہ ایسے عالم خود ہی عوام کی نظروں سے گر گئے“[۱]

عوام کی نظروں سے گر گئے اس لیے وہ کتاب مستند ہو گئی کیونکہ آج کل جنتا راج ہے۔ یہیں سے بات صاف ہو جاتی ہے کہ کتاب کا مقام اعتبار کیا ہے؟

بس اسی طلسم فریب کو توڑنے کے لیے اس کی ضرورت محسوس کی کہ ان کی کتاب کی علمی حیثیت کو عوام کے سامنے اچھی طرح بے نقاب کر دیا جاے تا کہ اہل علم کو دوبارہ اس صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑے کہ وہ عوام کی نظروں سے گر جائیں۔

میں نے جواب میں اس بات کی خاص طور پر کوشش کی ہے کہ ان ہی کی کتاب سے ان کا جھوٹ فاش کیا جاے۔ اور ان کی تحریروں سے ان کے کتاب کے مندرجات کی تردید کی جاے۔ البتہ ان کی غلطیوں کی مزید وضاحت کے لیے ان کے ہم عقیدہ علما کی تحریروں سے بھی کام لیا ہے اور صرف ایک یا دو جگہ ائمہ اسلام کی عبارتیں تائید میں پیش کی ہیں۔

بے پناہ مصروفیات کے ہجوم میں اس کتاب کی ترتیب کے لیے بڑی مشکل سے وقت نکالا ہے۔ توفیق خداوندی نے اعانت فرمائی تو انگلستان کے سفر سے واپسی کے بعد اہل سنت کے معتقدات و مسائل پر ایک ضخیم کتاب تصنیف کروں گا اور جس میں قرآن و حدیث سے ثابت کروں گا کہ مذہب اہل سنت ہی مذہب حق ہے۔

---

(۱) شریعت یا جہالت، م: محمد پالن حقانی، ص: ۵۲۸، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، ص: ۸۱۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

نفس مرجع، اڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

نوٹ: آخر کے دونوں نسخوں کی عبارت میں تحریف کر دی گئی ہے۔

”جب انہیں اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا اور کوئی واقعی اعتراض کی بات انہیں نہ ملی تو حقانی صاحب کو ان پڑھ بتا کر ...“

خدا کرے میری قلمی کاوش عامۃ المسلمین کو وقت کے ایک عظیم فتنے سے بچانے میں مفید ثابت ہو۔ وما علینا الا البلاغ

از: ارشد القادری

بانی: دعوت اسلامی و اسلامک ورلڈ مشن

۸؍ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۵؍مئی ۱۹۷۲ء، جمشید پور، بہار

گالیاں

حقانی صاحب نے اپنی کتاب ''شریعت یا جہالت'' میں مسلمانان ہند کو جو منہ بھر کر گالیاں دی ہیں، انہیں جاہل بنایا ہے، کافر و مشرک کہا ہے، دل آزار جملے لکھے ہیں، ذیل میں ان اقتباسات کو ملاحظہ فرمائیے تاکہ ان کے فتنہ پرور اور شر پسند طبیعت کا آپ اندازہ لگا سکیں۔

''ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کا اندھا پا تو دیکھیے نہ تو قرآن کریم کی آیتوں کو مانتے ہیں اور نہ حدیثوں کو اور نہ ہی حنفی مذہب کی معتبر کتابوں کو پھر بھی اپنے آپ کو سنت والجماعت سمجھتے ہیں''(۱)

انصاف کیجیے!

اس سے زیادہ سخت حملہ مسلمانوں پر اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ معاذ اللہ قرآن کی آیتوں کو نہیں مانتے، عمل کی کمزوریوں سے انکار نہیں۔ لیکن قرآن کی آیتوں کو نہ ماننے کا الزام مسلمانوں پر کھلا ہوا بہتان ہے۔ ہندوستان کے اکثر مسلمانوں پر انہوں نے یہ بہتان لگایا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ایک بھی مسلمان ایسا نہیں ملے گا جو قرآن و حدیث کو ماننے سے انکار کرتا ہو۔

ہندوستان کے اکثر مسلمان پر اندھے پن کا الزام لگا کر انہوں نے عام مسلمانوں کی جو توہین کی ہے اس کے خلاف ہر غیرت مند مسلمان کو سخت احتجاج کرنا چاہئے۔

اسی کا نام اگر دینی تبلیغ ہے کہ کھلے بندوں مسلمانوں کی دل آزاری کی جائے تو خدا محفوظ رکھے اپنے بندوں کو اس کی نحوست سے۔

اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ر پر تحریر فرماتے ہیں:

''ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی جہالت تو دیکھیے اگر کوئی کہ دے کہ حضور ﷺ انسان تھے تو اس کو وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور بولنا چالنا اور سلام و کلام بھی اس سے حرام سمجھتے ہیں''(۲)

خدا کی پناہ!

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۹۱، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۱۰، ''سلام کا جواب'' ص:۹۷، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
نفس مرجع، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۱۸۶، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۳۰، ''میں انسان ہوں'' ص:۲۸۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
نفس مرجع، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

ہندوستان کے اکثر مسلمانوں پر حقانی صاحب کا دوسرا حملہ ہے۔ وہاں اندھے پن اور قرآن کی آیتوں کے نہ ماننے کا الزام تھا۔ یہاں جہالت کے الزام کے ساتھ ساتھ ایک نیا الزام اور تراشا گیا ہے کہ ہندوستان کے اکثر مسلمان حضور ﷺ کو انسان ہی نہیں سمجھتے اور اس عقیدے پر وہ اتنی سختی سے قائم ہیں کہ جو لوگ انسان کہتے ہیں وہ انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔

ذرا حقانی صاحب کی دلیری ملاحظہ تو فرمائیے! کہ ہندوستان کے اکثر مسلمانوں پر یہ بہتان لگاتے ہوے انہوں نے ذرا نہیں سوچا کہ وہ بات اسی دنیا کی کر رہے ہیں۔ کل بیچ چوراہے پر کوئی دل جلا مسلمان اگر ان کا گریبان تھام کر یہ سوال کر بیٹھے کہ ہندوستان کہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں پر آپ نے جو یہ جھوٹا بہتان لگایا ہے اسے ثابت کیجیے ورنہ آپ کا منہ کالا کر کے سارے شہر میں پھرایا جائے گا۔ تو وہ کیوں کر اپنی جان چھڑا سکیں گے۔

بے تحاشہ جھوٹ بول کر مسلمانوں کو ذلیل کرنا اگر کوئی ہنر ہے تو میں اعتراف کرتا ہوں کہ حقانی صاحب اس ہنر میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔

مزید لکھتے ہیں:

"یہودیوں کے نقش قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں عشق رسول کا دعویٰ کرنے والے مسلمان، محبت رسول کا دم بھرنے والے مسلمان، یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے مسلمان، آپ کے بالوں پر جان دینے والے مسلمان، آپ کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان، ایسے ملیں گے کہ اگر شریعت محمدیہ ﷺ کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سنتے ہیں تو اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور"[1]

ہندوستان کے اکثر مسلمانوں پر حقانی صاحب کا یہ تیسرا حملہ ہے۔ اس بار بھی انہوں نے ایک نیا الزام تراشا ہے کہ ہندوستان کے اکثر مسلمان یہودی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی اس کھلی ہوئی دل آزاری کے بعد بھی ان کا جی نہیں بھرا تو ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کو جنگلی جانوروں کے ساتھ تشبیہ دے کر ذلیل کرنے والی اہانت پر اتر آے۔

آپ ہی انصاف کیجیے کہ اس عبارت میں ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی جو انہوں نے کھلی ہوئی

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۲۰۹، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
شریعت یا جہالت، باب:۳۱، "حضور ﷺ کے شان مبارک" ص:۳۰۱ مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء
نفس مرجع، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

توہین کی ہے آخر اس کی فریاد کہاں کی جاے۔

کیا یہ الزام صحیح ہے کہ شریعت محمدیہ کی بات سن کر ہندوستان کے مسلمان جنگلی جانوروں کی طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں، ہندوستان میں اکثر مسلمانوں کی بات تو الگ رہی ایک مسلمان بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو حضور ﷺ کے نشان قدم کو پوجتا ہے۔

اگر حضور ﷺ کے نشان قدم کا احترام بجالانا پوجنا ہے تو یہ الزام ہندوستان کے اکثر مسلمانوں پر نہیں بلکہ براہ راست قرآن پر ہے کہ اس نے کھلے لفظوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم کو سجدہ گاہ بنانے کا حکم دے کر تعظیم آثار کے عقیدے پر مہر لگادی ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۳ پر فرماتے ہیں:

"آج یہی حالت ہمارے ہندوستان کے اکثر جاہل مسلمان بھائیوں کی جو اگلے مشرکوں کی تھی، عرب کے مشرک ہندووں جیسا عقیدہ رکھتے تھے، جس طرح ہندو یہ بھی کہتے ہیں کہ ایشور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔اس کے خلاف کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔مگر پھر بھی سینکڑوں معبود بنا رکھے ہیں۔کہیں دیوی پوجی جاتی ہے، کوئی ہنومان کو مانتا ہے، کوئی مہادیو کی لنگ پوجتا کرتا ہے۔کوئی کچھمن کی مورتی پر جل چڑھاتا ہے۔پھر ہر ملک میں ہر قوم کا جدا جدا معبود ہے۔ آگ، پانی، شجر، آفتاب، ستارے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی کہ کسی کو نہ پوجتے ہوں، یہی حاجت روا جان کر ان کی نذر و نیاز کرنا ان کی عبادت ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں بھی ایشور کی مایا ہے۔یہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں۔یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا۔

افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر آگیا اور یہ بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ قریب قریب یہی برتاو کرنے لگے"(۱)

یعنی یہاں اکثر مسلمانوں نے بھی بہت سارے بت خانے بنا رکھے ہیں اور جنہیں وہ انبیا، اولیا اور شہدا کے مزارات کہتے ہیں وہ مزارات نہیں ہیں بلکہ پتھروں کے تراشے ہوے اصنام ہیں اور جس کا نام انہوں نے فاتحہ اور زیارت دے رکھا ہے۔وہ پوجا پاٹ ہے۔اس عبارت میں حقانی صاحب نے ہندوستان کے مسلمانوں کے مذہب واعتقاد کا رشتہ ایک طرف عرب کے مشرکوں اور دوسری طرف

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۲۷۲، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۱۴، "مدد کس سے مانگیں" ص:۴۰۷، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
نفس مرجع، ایڈیشن 3rd، ۲۰۱۵ء

بھارت کے ہندوں کے ساتھ جوڑ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نہ پہلے ان کا اسلام سے کوئی تعلق تھا اور نہ آج اسلام سے کوئی تعلق ہے۔ ہندوستان میں اگر کوئی سچا مسلمان ہے تو وہ صرف حقانی صاحب اور انکے متبعین ہیں۔ باقی سب کے سب مشرک ہیں۔ فرق اگر ہے تو صرف چوٹی اور داڑھی کا ہے۔

قلم کی تلوار ان کے ہاتھ میں ہے۔ جس طرح چاہیں ہندوستان کے مسلمانوں کو ذبح کریں۔ لیکن غریب اسلام پر اتنی مہربانی ضرور فرمائیں کہ اپنے اس ناپاک مشغلے کو اسلام کی خدمت سے تعبیر نہ کریں۔

پانچویں جگہ لکھتے ہیں:

”ہندوستان میں اکثر مسلمانوں پر جہالت ایسی چھائی ہوئی ہے کہ بدعتوں پر عمل کریں تو دین کی پابندی سمجھتے ہیں اور کفر کریں تو ثواب سمجھتے ہیں اور شرک کریں تو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہے کوئی حد جہالت کی؟“(۱)

ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت پر حقانی صاحب کا پانچواں حملہ ہے اور اس بار کا حملہ اتنا کاری ہے کہ شاید ہی کوئی مسلمان اس کی تاب لا سکے۔

اب تک تو گول مول اور مبہم انداز میں ہندوستان کے مسلمانوں کو غیر مسلم سمجھنے کی ترغیب دے رہے تھے۔ لیکن یہاں وہ بالکل کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر مسلمانوں پر کفر اور شرک کے ارتکاب کا الزام عائد کر دینے کے بعد اب ان کے مسلمان ہونے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

اس لیے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں ان کے منہ میں لگا دیجیے !! اور ان سے کہیے کہ ان چند ہزار افراد کے سوا جو حقانی صاحب کے ساتھ ہیں، ہندوستان میں کوئی مسلمان ہی کہاں ہے؟

صد حیف!

کہ ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں پر اس کھلے ہوئے قاتلانہ حملے کے بعد بھی لوگ حقانی صاحب کو سراہتے ہیں کہ انھوں نے یہ کتاب لکھ کر اسلام، کی عظیم خدمت کی ہے۔

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص: ۳۰۴ مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب: ۵۰، ”شرک“ ص: ۴۹۸، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

نفس مرجع، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

میرا خیال ہے کہ موصوف کی طرح اسلام کے دس بیس خدمت گزار اور پیدا ہو جائیں تو ہندوستان میں مسلمانوں کا کوئی مسئلہ ہی باقی نہ رہے نہ اسلام نہ مسلمان۔

عام مسلمانوں کی جی کھول کر تجہیل و تکفیر اور مذمت کرنے کے بعد اب حقانی صاحب نے صوفیوں، پیروں اور مولویوں کے خلاف جو زہر افشانی کی ہے ذرا دو تین نمونے اس کے بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو اچھی طرح اندازہ لگ جائے کہ وہ کتنے بڑے شریف الطبع اور نیک سرشت انسان ہیں۔ لکھتے ہیں:

"اب آپ سوچیں کہ یہ جاہل صوفی اور جاہل فقیر وغیرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے ۴۰؍ پارے نازل فرمائے آپ نے کسی کو نہیں بتلائے۔ یہ جاہل لوگ اپنے آپ کو عاشقان رسول کہہ کر حضور ﷺ پر ایک جھوٹا بہتان لگاتے ہیں"(۱)

آگے لکھتے ہیں:

"جاہل جیب بھرو پیر اور جاہل پیٹ بھر مولوی اپنے مرید اور مقتدیوں کو بہکاتے رہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں نے دیوبند کے عالموں کو یا ان کے چاہنے والوں کو تم لوگ سلام کروگے یا جواب دوگے تو کافر ہو جاوگے۔ جہالت کی بھی کوئی حد ہے"(۲)

اب اسے بھی پڑھیے!

"افسوس! آج اپنے آپ کو پیر اور مولوی کہلانے والے بھی مسلمانوں کو ستانے میں کسر باقی نہیں رکھتے اپنے مرید اور مقتدیوں کو بہکاتے رہتے ہیں اور وہ لوگ ان کے کہنے میں آکر مسلمانوں کو مسجد میں نماز تک پڑھنے نہیں دیتے اور ستاتے اور دکھ دینے میں ہی اپنی ایمانداری اور نجات سمجھتے ہیں"(۳)

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۱۸۲،۱۸۱، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

شریعت یا جہالت، باب:۲۸، "حضور ﷺ نے کچھ بھی نہیں چھپایا" ص:۲۸۱، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

نفس مرجع، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۹۲، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۱۰، "سلام کا جواب" ص:۹۸، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

نفس مرجع، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۳) شریعت یا جہالت، ص:۶۵، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۴، "نصیحت" ص:۵۶، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

انصاف کیجیے !! ان عبارتوں میں پیروں صوفیوں اور مولویوں کے خلاف انھوں نے تین طرح کے بہتان لگائے ہیں۔ پہلا بہتان تو یہ ہے کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ پر قرآن کے چالیس پارے نازل ہوے تھے جن میں سے حضور نے دس پارے چھپا لیے۔

دوسرا بہتان: یہ ہے کہ وہ اپنے مقتدیوں کو بہکاتے رہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں یا دیوبندی عالموں کو سلام کروگے یا جواب دوگے تو کافر ہو جاوگے۔

تیسرا بہتان: یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو مسجدوں میں نماز نہیں پڑھنے دیتے بلکہ مسلمانوں کو ستانے اور دکھ دینے میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

حقانی صاحب ایک ذمہ دار مصنف کی حیثیت سے اگر اپنے آپ کو اپنی تحریر کا جواب دہ سمجھتے ہیں تو میں انہیں چیلنج کرونگا کہ وہ تینوں الزامات کو ثابت کریں اور اگر وہ ثابت نہیں کر سکتے اور مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی ثابت نہیں کر سکیں گے تو انھیں جھوٹ کا انبار جمع کر کے مسلمانوں میں منافرت پھیلانے کا یہ ناپاک مشغلہ ترک کر دینا چاہیے۔

پھکڑ بازوں کی ہی زبان میں انہیں گفتگو کرنی تھی تو انھیں کس نے کہ دیا تھا کہ وہ کتاب کے مصنف یا مذہبی پیشوا کی حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے تشریف لائیں اور دینی پیشوائی کے منصب کو بدنام کریں۔ پیٹ کا ایندھن جمع کرنے کے لیے اور بھی بہت سے جائز طریقے ہیں اسی زبان کا ایک نمونہ اور ملاحظہ فرمائیں!

اپنی کتاب کے صفحہ ۳۰۷ پر تحریر فرماتے ہیں:

"انگھوٹھیوں میں پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جنھیں اکثر لوگ بے سمجھے بوجھے شوقیہ پہنتے ہیں اور بعض لوگ اس نیت سے پہنتے ہیں اور گلے میں بھی لٹکاتے ہیں کہ یہ کار آمد ہے یعنی اس کو انگوٹھی میں ڈلوا کر انگلی میں پہننے سے یا چاندی میں منڈھوا کر گلے میں لٹکانے سے نفع ہوتا ہے۔ اور نقصان سے انسان بچ جاتا ہے لہذا پتھروں کے نام بھی لیتے ہیں یہ سلیمانی ہے یا یہ پتھر یاقوتی ہے یا یہ پتھر نیلم یا زمرد ہے یا لعل ہے یا یہ کہرہا ہے یا یہ عقیق ہے یا صنبع ہے وغیرہ۔ نفع ہونے یا نقصان سے بچنے کی نیت سے ان پتھروں کے ٹکروں میں تاثیر سمجھ کر اکثر مفتی، فقیر، مولوی، صوفی، مست، ملنگ، پیر اور پیر زادے درویش، سجادہ نشین وغیرہ وغیرہ کے ہاتھوں میں انگوٹھیوں میں یہ پتھر ہوتے ہیں اور بعض

نفس مرجع، باب: : : ۴، "نصیحت" ص:۵۶، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

لوگ اپنی گردنوں میں یہ پتھر باندھے ہوئے ہوتے ہیں۔اب یہ کھلم کھلا شرک ہے "[۱]

اب بتائیے !شرک کی زد سے کہاں کہاں اپنے آپ کو بچائیے گا مانا کہ آپ نے مزارات پر جانے سے توبہ کرلی اور اختلاج قلب کی بیماری میں ہول دل کا پتھر اب استعمال نہیں کریں گے۔ یا پتھری کے مرض میں دہان فرنگ کی انگوٹھی اب نہیں پہنئے گا۔لیکن امراض کے علاج میں دواؤں کے استعمال سے تو اپنے آپ کو نہیں بچاسکتے اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ دوائیں آپ یہی سمجھ کر استعمال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے اندر نفع پہونچانے یا نقصان سے بچانے کی تاثیر رکھی ہے۔لیکن مشکل یہ ہے کہ حقانی صاحب کے ارشاد کے مطابق جہاں آپ نے یہ سمجھ کر کوئی دوا استعمال کی اور آپ شرک میں گرفتار ہوئے۔مرض کی تکلیف سے گلو خلاصی تو الگ الگ رہی شرک کا ارتکاب کرکے الٹے آپ نے جہنم کا عذاب مول لے لیا ہے۔نہ یہاں کے رہے نہ وہاں کے ۔حقانی صاحب کی اس تحریر کے بموجب اب پکا مسلمان بننے کیلیے یہ بھی ضروری ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نباتات، جمادات، پتھروں اور جڑی بوٹیوں میں مخلوق خدا کو نفع پہنچانے کی جو تاثیر رکھی ہے آپ عملاً اور اعتقاداً اس کا بھی انکار کریں ۔ہم گنہگاروں کی بات چھوڑیئے ہم تو ان کے نزدیک ویسے بھی مشرک لیکن جو حضرات حقانی صاحب پر ایمان لاکر ایک نئے اسلام سے روشناس ہوے ہیں۔ان سے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ بھی اپنے آپ کو اس شرک سے محفوظ رکھ سکیں گے ؟

اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

"ہندوستان کے بعض مسلمان بھائی حضور ﷺ نام مبارک سنتے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر لگاتے ہیں اور جو اس طرح نہ کرے اسے مسلمان ہی نہیں سمجھتے "[۲]

اب بتایئے !

اس صریح بہتان کے سوا اس کے اور کیا جواب ہو سکتا ہے کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت !دلیل کے

---

(۱)شریعت یا جہالت، ص:۳۰۶،۳۰۷، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۵۰، "شرک" ص:۵۰۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
نفس مرجع، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء
(۲)شریعت یا جہالت، ص:۲۱۹، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۷۳، "انگوٹھا چومیں یا درود پڑھیں" ص:۳۴۵، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
نفس مرجع، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

ساتھ اختلاف رائے کوئی بری چیز نہیں ہے۔ لیکن اتنا کھلا ہوا افترا جس کا نہ کوئی سر ہے نہ کوئی پیر جھوٹ بولنے کا بالکل ایک نیا ریکارڈ ہے اور بلا شبہ اس فن کے ایجاد کا سہرا حقانی صاحب کے سر ہے اور غالبًا یہی وہ ان کا قابل توصیف ہنر ہے جس نے انھیں اس گروہ کا مذہبی پیشوا بنا دیا ہے۔ بغیر کسی بنیاد کے جھگڑا لگانے کا یہ طریقہ اگر دنیا میں رائج کر دیا جائے تو آدمی بھی ایک ساتھ کبھی جمع نہ ہو سکیں۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ حضور اقدس ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھا نہیں چومتے جب انہیں بتایا جائے گا چومنے والے انھیں مسلمان نہیں سمجھتے تو آپس میں منافرت کی دیوار کھڑی ہوگی اسے کون توڑ سکے گا۔ یہ تو میں نہیں بتا سکتا کہ حقانی صاحب کی اس کتاب سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا۔ لیکن یہ ضرور دیکھ رہا ہوں کہ اس کتاب نے مسلمانوں کے درمیان نفرت پھیلا کر دشمنان اسلام کا کلیجہ ٹھنڈا کیا ہے۔ اہل سنت پر حقانی صاحب کا یہ انتہائی ناپاک افترا ہے کہ وہ انگوٹھا نہ چومنے والوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ اگر ایسا ہوتا تو حقانی صاحب نے خود ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کبھی چومتے ہیں کبھی نہیں چومتے، اس سے ثابت ہوا کہ انگوٹھا چومنا وہ زیادہ سے زیادہ مستحب سمجھتے ہیں اور مستحب کا حال یہ ہے کہ کرے تو اچھا ہے نہ کرے تو کوئی الزام نہیں۔ لیکن اس کا علاج ہمارے پاس کیا ہے کہ کوئی مصنف کے بجائے مسخرہ بن جائے اور شریف لوگوں کی عزت سے کھیلنا اپنا شیوا بنا لے۔ حقانی صاحب کے پروانوں کو اس تحریر سے اگر کوئی تکلیف پہنچے تو ہم پر غصہ اتارنے کے بجائے وہ حقانی صاحب کو مجبور کریں کہ وہ مسلمانوں پر لگائے ہوئے الزامات وہ ثابت کریں یا واپس لیں۔

انبیاے کرام کی شان میں گستاخیاں

یہاں تک تو کتاب کے ان حصوں پر تبصرہ تھا جس میں حقانی صاحب نے ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کو جاہل، بے دین اور مشرک بتایا ہے اور جھوٹے جھوٹے بہتان لگا کر مسلم معاشرے میں ایک دوسرے کے خلاف منافرت پھیلانے کی نہات مذموم خدمت انجام دی ہے۔

لیکن اب کلیجہ تھام کر شقاوتوں کی وہ داستان پڑھیے! جسے پڑھ کر آپ کا دل لرز اٹھے گا۔ اولیاء کرام کی شان میں جس ملعون جسارت کے ساتھ انہوں نے گستاخی کی ہے یہ انہیں کا حصہ ہے۔ تحریر پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتاب لکھتے وقت قلم کی نوک پر شیطان بیٹھ گیا تھا اور اس وقت تک وہ نہیں اترا جب تک کہ اس نے اولیاء اولیاء، شہداء اور عام مسلمانوں کی حرمتوں کا خون نہیں کرا لیا۔

پہلی گستاخی

قرآن شریف کے دوسرے پارہ سورہ بقرہ کے سترہویں رکوع کی اس آیت کا حقانی صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہ ذیل میں پڑھیے!

" وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" (۱)

ہم نے اسی طرح تمہیں عادل (انصاف کرنے والی) امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاو اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں ص:۲۰"(۲)

اسکے بعد لکھتے ہیں!

"سبحان اللہ! یہ شان ہے نبی کریم ﷺ کی امت کی جو بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکنے والے ہیں انکی گواہی سے بعض نبیوں کا چھٹکارا ہوگا۔ ص ۲۰"(۳)

چھٹکارے کا سوال تو اسی کے لیے پیدا ہوتا ہے جو پہلے ملزم کی حیثیت سے پکڑا جاے۔ لہذا ان کے کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کے یہاں ملزم کی حیثیت سے جب انبیا پکڑے جائیں گے تو حضور کی امت کے لوگ انہیں چھٹکارا دلائیں گے۔

خدا کی پناہ!

اور ذرا ابلیسی نخوت ملاحظہ فرمایئے! کہ اتنا کہ کر وہ خاموش نہیں ہوے بلکہ انہوں نے ان لوگوں کی نشان دہی بھی فرمائی ہے جو قیامت کے دن انبیاے کرام کو چھٹکارا دلائیں گے انکے الفاظ کے آئینہ میں جھانک کر دیکھیں گے تو چھٹکارا دلانے والوں میں خود آن جناب اور ان کے ساتھیوں کی تصویر نظر آے گی۔

ان لوگوں کی نشان دہی کرتے ہوے تحریر فرماتے ہیں۔ خون برساتی ہوئی آنکھوں سے یہ عبارت پڑھیے!

---

(۱) پ:۲، البقرۃ:۱۴۲

(۲) کاتب کی غلطی ہے ورنہ صفحہ: شریعت یا جہالت، ص:۲۰۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء شریعت یا جہالت، باب:۱۷، "بہترین امت" ص:۱۴۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۳) نفس مرجع۔

”لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے لوگوں کو برائی سے روک کر جہالت سے نکالا ہوا اور نیکی و بھلائی کا حکم کر کے شریعت پر لا کھڑا کیا۔ ص: **۲۰۰**“[۱]

مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ”**شریعت یا جہالت**“ نامی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو جہالت سے نکالا اور شریعت پر لا کھڑا کیا وہی لوگ قیامت کے دن انبیا کو چھٹکارا دلائیں گے۔

پھر یہ سوچ کر کہ امت محمدی میں اہل سنت والجماعت کے لوگ بھی ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس عالی شان مرتبہ کے وہ بھی دعویٰ دار ہوجائیں۔ اس لیے اس کی بھی وضاحت کردی جائے کہ اس منصب کے وہ حقدار نہیں ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

”میرے عزیز! یہ ایک بہت کڑوی حقیقت ہے کہ آج امت محمدیہ کے اکثر لوگ طرح طرح کے برائیوں میں پھنس کر اس عالی شان مرتبہ کو ٹھکرا رہے ہیں۔ عام جاہل لوگوں کی بات تو الگ رہی جو خاص خاص لوگ ہیں وہ بھی بدترین جہالت کے شکار ہیں۔

آپ کے سامنے ہے کہ جیب بھرو پیر اور انکے مرید کیسے کیسے کرتوت پھیلا رہے ہیں۔ آپ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ پیٹ بھرو مولوی اور انکے مقتدیوں نے کیسے کیسے گورکھ دھندھے چلا رکھے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ گمراہ صوفیوں نے کیسا دین کے اندر طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے۔ جاہل فقیروں، کور باطن سجادہ نشینوں دام (پیسے)، کے غلام مفتیوں نے کس کس طرح اپنی دکانیں سجا رکھی ہیں۔ کیا ایسے مفسد لوگ قیامت کے دن کھڑے ہو کر انبیا علیہم السلام کا چھٹکارا کرائیں گے؟ ہرگز نہیں! ہرگز ہرگز نہیں۔ ص: **۲۰۱**“[۲]

جذبۂ ایمانی کے ساتھ یہ خط کشیدہ سطریں پھر پڑھیے! کتنی کاری ضرب ہے انبیاے کرام کی حرمت خداداد پر؟

حقانی صاحب کی کتاب پڑھ کر آپ اچھی طرح باخبر ہو چکے ہوں گے کہ جیب بھرو پیر، پیٹ بھرو

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص: ۲۰۰، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب: ۱۷، ”بہترین امت“ ص: ۱۴۱، ۱۴۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، اڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۲) شریعت یا جہالت، ص: ۲۰۱، ۲۰۰، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب: ۱۷، ”بہترین امت“ ص: ۱۴۱، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، اڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

مولوی، گمراہ صوفی، جاہل فقیر، کور باطن سجادہ نشین اور دام کے غلام مفتی جیسے معزز القاب انہوں نے ہم اہل سنت کے لیے ایجاد کیے ہیں۔ پس خدا کا شکر ہے کہ انبیاے کرام کی بارگاہوں میں اس ملعون جسارت کی نسبت ہم اہل سنت کی طرف نہیں کی اور ہمیں یہ کہنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ کہ اے خدا! ہم پناہ مانگتے ہیں تیرے قہر و غضب سے کہ تیرے انبیا کی شان میں یہ گستاخانا دعویٰ کر کے ہم اپنی آخرت برباد کریں!

دوسری گستاخی

یہاں تو حقانی صاحب نے امت محمدی کے پردے میں اپنے کو گواہ کی حیثیت سے پیش کر کے انبیا کو چھٹکارا دلانے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن اب دو قدم آگے بڑھ کر کہتے ہیں:

"میرے پیارے بھائیو! یہ مرتبہ اور عالی شان مقام ہے حبیب پاک ﷺ کی امت کا کہ انبیا علیہم السلام کے درمیان یہ لوگ گواہ، منصف، فیصل اور جج ہو کر کھڑے ہوں گے۔ ص:**۲۰۰**"[(۱)]

خدا کی پناہ!

وہاں تو امت محمدی کے لوگ صرف گواہ تھے اور یہاں جج اور منصف بن گیے۔ گواہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی حاکم کے سامنے کسی کے موافق یا خلاف اپنا بیان دیدیتا ہے اور بس! لیکن جج اور منصف کا منصب گواہی دینا نہیں بلکہ ملزمی کا فیصلہ کرنا ہے۔ لہذا انبیا کے درمیان امت محمدی کے لوگوں کا جج اور منصف بن کر کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ قیامت کے دن اور محشر کی کرسی پر بیٹھ کر انبیا کا فیصلہ کریں گے۔ معاذ اللہ!

ملزم کی حیثیت سے اولیاءے کرام ان کی عدالت میں پیش کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی

آپ جذبہ انصاف کے ساتھ غور کریں گے تو آپ کو واضح طور پر محسوس ہو جائے گا کہ اس ایک جملے میں حقانی صاحب نے جہاں اولیا کی حرمت کو مجروح کیا ہے۔ وہاں خدا کی عظمت شان پر بھی

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۲۰۰، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۱۷، "بہترین امت" ص:۱۴۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

انہوں نے حملہ کیا ہے[۱] کیونکہ اتنی بات تو ایک معمولی پڑھا لکھا مسلمان بھی جانتا ہے کہ قیامت کے دن خدا کے سوا کوئی اور منصف نہیں ہو گا اور نہ فیصل بلکہ جج، منصف اور فیصل کی شان صرف اسی کی ہو گی اور وہی سب کا فیصلہ کرے گا۔

لیکن حقانی صاحب کا دعویٰ ہے کہ امت محمدی کے لوگ بھی اس دن جج، منصف اور فیصل کی حیثیت سے کھڑے ہوں گے۔ اور وہ بھی فیصلہ کریں گے۔

خدا کا منصب بندوں کے اندر تقسیم کر کے حقانی صاحب نے خدا کی جناب میں گستاخی کی ہے وہ

---

(۱) عظمت یزدی اور شان الوہیت پر اس ناعاقبت اندیش قوم کا کوئی شخصی حملہ نہیں بلکہ جماعتی حملہ ہے لیجیے چند متفق علیہ اکابرین فرقہ ایں کے تحریر کردہ اقتباسات مع حوالہ جات آپ کے طبع ناز کے حوالے کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں!

"کذب "جھوٹ" داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل و علیٰ ہے" (فتاویٰ رشیدیہ، م: رشید احمد گنگوہی، ص: ۹۷، مکتبہ: تھانوی دیوبند ۱۹۸۷ء)

اس ابیسی نخوت کی ایک تصویر دل پر ہاتھ رکھ کر ملاحظہ کریں!

اگر یہ کہا جائے کہ کذب اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل نہیں تو ہم اس کو نہیں مانتے اس لئے کہ یہ واقع کے مطابق نہیں (جھوٹ ہے)۔ اللہ تعالیٰ انبیاء و ملائکہ (فرشتوں) پر جھوٹ کا القا کر سکتا ہے (رسالہ یک روزہ، م: اسمٰعیل دھلوی قتیل۔ ص: ۱۷، مکتبہ: فاروقی کتب خانہ بک سیلرز پبلیشر زملتان)

وہ سبحانہ "اللہ تعالیٰ" فوق کی ؛جہت میں ہے اور اس کا مکان عرش ہے (ھدیۃ المھدی: م۔ وحید الزماں کیرانوی، ص: ۲۶، ۱۹۸۷ء)

اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو (ھدیۃ المھدی: م۔، ص: ۲۷)

ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات دنیا کے آسمان کی طرف بذاتہ نزول فرماتا ہے پھر اپنے عرش و کرسی کی طرف چڑھتا ہے اور جب وہ اترتا ہے تو اس کا پہلا عرش اس سے خالی ہو جاتا ہے (ھدیۃ المھدی: م۔، ص: ۲۸)

اللہ تعالیٰ اسی طرح اترتا ہے جس طرح ہم منبر سے اترتے ہیں (ھدیۃ المھدی: م۔، ص: ۲۹)

اللہ تعالیٰ کا چہرہ، آنکھ، ہاتھ، مٹھی، انگلی، پنڈلی اور بازو وغیرہ ہے (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: م: عحید الزماں کیرانوی۔ ص ۳۔ مکتبہ: سعید المطابع بنارس ۱۳۲۸ھ)

اس قوم نے شان الوہیت کا تقدس کیوں پامال کیا؟ تو لیجیے اس کا بھی منشا ملاحظہ فرمالیجیے! لکھتے ہیں:

"مولوی (محمد قاسم صاحب) نے ایام طفلی میں یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں (قاسم نانوتوی) اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں" (مبشرات دار العلوم دیوبند۔ ص: ۶۳، مکتبہ: کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

یہ در پردہ یہ دعوی خدائی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

أظهر من الشمس [۱] ہے اور انبیا کی حرمت کو یوں گھائل کیا ہے کہ امت محمدی کے لوگوں کو جج اور منصف کی حیثیت سے انہوں نے انبیا کے درمیان کھڑا کیا ہے۔ جس کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ انبیا کا فیصلہ یہی لوگ کریں گے۔

حقانی صاحب نے قیامت کے دن کی تصویر یہاں پیش کی ہے ذرا آنکھ بند کر کے اس کو تصور کیجیے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

ہائے رے غیرت! تو کہاں مر گئی! وہ انبیائے کرام جن کے قدموں کے غبار تک بڑے بڑے صحابہ اور اولیا بھی نہیں پہنچ سکتے ان کے متعلق چودھویں صدی کے مسخروں کا دعویٰ کہ وہ قیامت کے دن انہیں چھٹکارا دلائیں گے اور انکی رہائی کا فیصلہ کریں گے۔

معاذ اللہ!

یہی ابلیسی ذہن اور ننگا مظاہرہ جس پر خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت ہے

آیت قرآنی کے ترجمے میں خیانت

حقانی صاحب نے قیامت کے دن جج اور منصف بننے کی ہوس میں قرآن کے آیت کے ترجمے میں جو تبدیلی کی ہے ذرا اس کی ایک جھلک دیکھ لیجیے! تاکہ آپ کو ان کی علمی خیانت، مذہبی بد دیانتی اور مجرمانہ ذہنیت کا اچھی طرح اندازہ لگ جائے گا۔

آیت زیر بحث ہے۔

”وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا“[۲]

جس کا ترجمہ انہوں نے یہ کیا ہے:

ہم نے اسی طرح تمہیں عادل (انصاف کرنے والی) امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاو اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔“ [۳]

---

(۱) بالکل واضح

(۲) ”و کذالك جعلنكم امة و سطا لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيدا“ پ:۲، البقرۃ:۱۴۲

(۳) شریعت یا جہالت، ص:۲۰۰، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

لیکن انہیں کی جماعت کے مشہور عالم مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی جماعت بنا دیا ہے جو ہر پہلو سے نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) کے مقابلے میں گواہ ہو اور تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ گواہ ہوں۔ ص:۲۳" [۱]

قرآن مجید کے ایک مشہور مترجم مولانا فتح اللہ جالندھری نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

"اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) تم پر گواہ بنیں۔ ص:۲۳" [۲]

دیکھ رہے ہیں آپ لفظ "وسطا" کا ترجمہ سب نے معتدل یا حالت اعتدال پر کیا ہے۔ دیوبند کی مصباح اللغات میں بھی " وسط " کا ترجمہ معتدل لکھا ہے۔ لیکن حقانی صاحب نے اس کا ترجمہ من مانی "عادل" کیا ہے اور اس میں بھی خیانت یہ کی ہے کہ بریکیٹ کے اندر "انصاف کرنے والی" کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیے ہیں۔ جب کہ یہاں عادل کا مفہوم انصاف کرنے والا یا کرنے والی بھی غلط ہے۔ کیونکہ عادل بنا ہے عدالت سے اور اس کے لغوی معنیٰ ہیں: گواہی کے قابل ہونا۔ مصباح اللغات ص:۵۱۴" [۳]

اب آپ یہ جاننا چاہیں گے کہ ترجمہ میں یہ تبدیلیاں انہوں نے کیوں کی ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ صرف اس لیے تاکہ کھینچ تان کر کسی طرح منصف کے معنیٰ پیدا ہو سکے اور لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کیا جائے کہ دیکھیے! قرآن نے خود امت محمدیہ کو منصف کہا ہے۔ لہٰذا ہم اگر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم لوگ انبیاے کرام کے درمیان منصف اور جج بن کھڑے ہوں گے تو کیا غلط ہے دعویٰ ہے۔

خدا کی پناہ! دجل وفریب کی ایمان سوزش شقاوتوں سے!

ایضا، باب:۱۷، "بہترین امت" ص:۱۴۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

(۱) تفسیر بیان القرآن م: اشرفعلی تھانوی۔ صفحہ: ۱/۱۰۱، م: کتب خانہ رحمانیہ لاہور

(۲) ترجمہ قرآن، م: فتح اللہ جالندھری۔ ص:۲۷، م: قرآن سوسائٹی گجرات پاکستان

(۳) مذکورہ "لفظ" فقیر کو دستیاب نہ ہو سکا۔ ہاں تبدیلیِٔ الفاظ کے ساتھ عین وہی معنیٰ مصباح اللغات، م: عبد الحفیظ بیلاوی ندوہ، باالعین، ص:۵۹۷/ پر ہے "معتبر گواہان "معتبر وہی ہوگا جو گواہ کے لائق ہوگا۔

ترجمۂ قرآن میں ایک اور خیانت

ترجمۂ قرآن کے سلسلہ میں حقانی صاحب کی خیانتوں کا سلسلہ چل پڑا ہے تو ایک اور جگہ ان کی خیانت ملاحظہ فرمائیے!

آیت یہ:

"قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ"(۱)

اس کا ترجمہ دیوبندی جماعت کے مشہور عالم مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے یہ کہا ہے:

"آپ کہ دیجیے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے کفر و شرک کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ ص:۴۵۶"(۲)

لیکن حقانی صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے:

"میری جانب سے کہ دو کہ اۓ میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو جاؤ۔ ص:۱۱۳"(۳)

فرق ملاحظہ فرمایا آپ نے!

حقانی صاحب نے اپنے ترجمے میں "میری جانب سے" بڑھا دیا۔ جس کے لیے قرآن میں کوئی لفظ نہیں ہے۔ اور غضب یہ ہے کہ اپنی طرف سے جو حصہ انہوں نے بڑھایا ہے اسے بغیر بریکٹ کے لکھا ہے تاکہ پڑھنے والا اس گمراہی میں مبتلا ہو جاے کہ یہ بھی قرآن کی آیت ہی کا ترجمہ ہے اور یہ خیانت انہوں نے صرف اس لیے کی ہے کہ قرآن کو وہ اپنی رسول دشمنی کا ہمنوا بنا سکیں۔

اور اس سازش کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے رسول کو حکم دیا ہے کہ آپ جن کی طرف بھیجے گئے ہیں انہیں میرے بنو! کہ کر پکارے۔ یہاں عباد (بندوں) سے مراد غلام ہے اور غلام کے معنیٰ میں عباد کا لفظ قرآن کے اندر اور جگہ بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ سورۂ نور میں ہے:

---

(۱) پ:۲۴، الزمر:۵۳

(۲) تفسیر بیان القرآن۔ صفحہ:۳/۳۰۳،

(۳) شریعت یا جہالت، ص:۱۱۳، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۱۶، "توبہ" ص:۱۲۸، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

"وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ"(۱)

اس آیت کا ترجمہ مولانا تھانوی نے یوں کیا ہے:

"اور تم میں جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمھارے غلام اور لونڈیوں سے جو نکاح کے لائق ہو اس کا بھی۔ ص:۳۵۵"(۲)

لیکن حقانی صاحب کو رسول کا غلام بننا گوارہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ انبیا کے درمیان جج بننے کے دعویدار ہیں۔ بھلا وہ غلام کیونکر بنیں گے۔

ترجمہ قرآن میں ایک اور خیانت

سورۂ الم نشرح کی آیت کریمہ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"(۳) کا ترجمہ حقانی صاحب نے یہ کیا ہے:

"اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا۔ ص:۲۱۰"(۴)

اس میں حقانی صاحب نے "لك" کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے جس کے معنیٰ ہیں "آپ کی خاطر یا آپ کے لیے"(۵)

یہاں بھی آپ یہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ انہوں نے یہ حرکت کیوں کی ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ اتنی بات تو آپ بھی جانتے ہیں کہ قرآن کے اندر ایک لفظ بھی بے کار نہیں ہے۔ اس لیے "لك" کے لفظ سے قرآن کا مدعا یہ ہے کہ آپ کا ذکر جو بلند کیا گیا ہے تو یہ اعزاز صرف آپ کے لیے ہے آپ کی دل جوئی کے لیے ہے اور آپ کی خاطر ہے۔ اس مفہوم سے حضور ﷺ کی شان محبوبیت نمایاں ہوتی ہے لیکن چونکہ حقانی صاحب سے حضور ﷺ عظمت شان کے اظہار سے نفرت و دشمنی ہے۔ اس لیے انہوں نے اس لفظ کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔

بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہی سے انہیں ایک طرح کی جلن ہے۔ جس

---

(۱) پ:۱۸، النور:۳۲

(۲) تفسیر بیان القرآن۔ صفحہ:۲/۵۷۶

(۳) پ:۳۰، الشرح:۴

(۴) شریعت یا جہالت، ص:۲۱۰، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۱۳، "حضور ﷺ کی شان مبارک" ص:۳۰۲، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

(۵) جیسا کہ جناب اشرفعلی صاحب نے لکھا ہے "اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا۔۔۔" (بیان القرآن، ص:۳/۶۶۲)

کا ثبوت آنے والے صفحات میں آپ کو مل جائے گا۔

محبوب کبریا ﷺ کی شان میں گستاخی

حقانی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۰/ پر عہد رسالت کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں کفار قریش حاضر ہوے اور حضور سے تین سوالات دریافت کیئے۔ حضور نے نزول وحی کی امید پر ان سے فرمایا کہ کل آنا، کل جواب دیں گے۔ حضور اس موقعہ پر "إن شاء الله "کہنا بھول گئے، اس پر پندرہ دن وحی نہیں آئی۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

"پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۂ کہف لے کر نازل ہوے۔ اس میں إن شاء الله نہ کہنے پر آپ کو ڈانٹا گیا۔ ص: ۱۷۰"[1]

خدا کی پناہ!

کلیجہ کانپ گیا اس جملے پر حقانی صاحب نے "ڈانٹا گیا" کا لفظ اپنی طرف سے صرف اس لیے بڑھایا ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی تحقیر ہو اور پڑھنے والے یہ تاثر لیں کہ انہیں خدا کے یہاں رسول کی کوئی عزت نہیں ہے۔ ورنہ واقعہ صرف اتنا ہے کہ حضرت جبرئیل امین جو اس آیت کو لیکر اترے اس میں رسول اللہ ﷺ کو تعلیم دی گئ کہ آئندہ جب کبھی کل کے بارے میں کسی کام کے کرنے کا وعدہ فرمائیں تو ان شاء الله ضرور کہ لیا کریں۔ خدا اپنے رسول کا معلم ہے۔ اس آیت کے ذریعہ اپنے رسول کو تعلیم دی ہے اسے ڈانٹنے سے تعبیر کرنا جہاں رسول کی تنقیص کرنا ہے وہاں خدا کے اوپر بھی افتراء ہے کہ اس نے اپنے محبوب کو ڈانٹا۔ اور حقانی صاحب بہتان باندھ رہے ہیں کہ اس نے ڈانٹا۔ اور مان لیا تھوڑی دیر کے لیے کہ خالق و مالک ہونے کی حیثیت سے اس نے ڈانٹا بھی تاکہ ایک وفادار امتی کا یہی شیوہ ہونا چاہیے کہ تشہیر کرتا پھرے کہ ہمارے رسول کو جبرئیل امین کے ذریعہ ڈانٹا گیا۔ خدا کی لعنت ہو ایسی جسارت پر۔

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص: ۱۷۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب: ۲۵، "حضور ﷺ کا علم غیب" ص: **عبارت غائب کر دی گئی ہے**، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء

ایضا، باب: ۲۵، "حضور ﷺ کا علم غیب" ص: **عبارت غائب کر دی گئی ہے**، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

محبوب کبریا ﷺ کی شان میں ایک اور گستاخی

کسی بھی بدخو کینہ پرور اور جھگڑالو عورت کے بارے میں آپ نے سنا ہوگا کہ جب وہ کسی سے جھگڑا کرتی ہے تو ہوا سے لڑتی ہے۔ بالکل اسی طرح حقانی صاحب نے بھی رسول ﷺ کی پیغمبرانہ عظمتوں کو مجروح کرنے کے لیے بلاوجہ کی ایک چھیڑ نکالی ہے۔

لکھتے ہیں:

"ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی جہالت تو دیکھیے! اگر کوئی کہہ دے کہ حضور ﷺ انسان تھے تو اس کو وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور بولنا چالنا اور سلام و کلام بھی بند اسے حرام سمجھتے ہیں۔ ص:۱۸۶"[1]

کہیے!

بالکل ہوا سے لڑنے والی بات ہوئی یا نہیں؟ حضور کو اگر ہم انسان نہیں سمجھتے تو ہر روز ذکر ولادت کی یہ محفل کیوں منعقد کرتے ہیں۔ ماں باپ کے ذریعہ پیدا ہونا، دودھ پینا، پرورش پانا، یہ ساری باتیں انسان کی نہیں ہیں تو کس کی ہیں۔ کیا فرشتے بھی ماں باپ کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ کیا معاذ اللہ! خدا کے بارے میں بھی ایسا تصور کیا جا سکتا ہے۔ مگر بات وہی ہوئی کہ جب لڑنا ہی ٹھہرا تو کوئی بات ہو یا نہ ہو ہم چھیڑ ضرور کریں گے۔

آپ کہیں گے کہ پھر حقانی صاحب کا اس چھیڑ سے مقصد کیا ہے تو اس کے لیے ہمیں کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے خود انہوں نے ہی اپنا مقصد بیان کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہمارا مقصد صرف اتنا ہے تو حضور ﷺ انسان تھے یا نہیں؟ اگر حضور ﷺ انسان نہیں تھے تو پھر جوتا سی لینا اور بکری کا دودھ دوھ لینا یہ سب کام انسان کے ہیں یا اور کسی کے۔ ص:۱۹۲"[2]

بس اتنا ہی کہنے کے لیے انہوں نے شروع میں ہمارے خلاف یہ جھوٹا الزام تراشا تھا کہ

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۱۸۶، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۳۰، "میں انسان ہوں" ص:۲۸۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۱۹۲، کتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۳۰، "میں انسان ہوں" ص:۲۸۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

حضور ﷺ کو انسان نہیں سمجھتے تاکہ اپنے دل کا غبار نکالنے لیے ایک بنیاد مل جائے۔ حضور ﷺ کو جوتا سینے والا، کپڑا بننے والا اور دودھ دوہنے والا ثابت کر کے حقانی صاحب کا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اب اس کے علاوہ بھی حضور کچھ تھے یا نہیں ؟ تو اسے آپ سمجھیے۔ ان کا مقصد تو صرف اتنا ہی تھا کہ انسانی لوازمات کے پردے میں پیغمبرانہ عظمتوں کو چھپا دیا جائے اور وہ پورا ہو گیا۔

کہیے !

کیا اب بھی اس بحث کی گنجائش ہے کہ حقانی صاحب کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں اور کس کا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔

الزام الٹ گیا

حقانی صاحب نے ہم اہل سنت پر جو بہتان تراشا ہے کہ ہم حضور کو انسان نہیں سمجھتے تو اس سے ان کا مدعا یہ کہ ہم حضور کو ان کے درجہ سے زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔ لیکن یہ معلوم کر کے آپ سر پیٹ لیجیے گا کہ ایک طرف تو حضور ﷺ کو انسان ثابت کرنے کے لیے یہ لوگ قرآن کی آیتیں پڑھتے ہیں، حدیثوں سے دلیل پکڑتے ہیں اور آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں کہ حضور کو انسان نہیں سمجھا گیا تو قرآن و حدیث کا انکار لازم آئے گا۔

لیکن اپنی جماعت کے بزرگوں کے بارے میں ان حضرات کا کیا عقیدہ ہے اگر آپ اسے پڑھ لیں تو آنکھوں میں خون اتر آئے گا۔ ملاحظہ فرمائیں !

دیوبندی جماعت کے مشہور مصنف مولانا مناظر احسن گیلانی بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کے متعلق اپنی جماعت کے بزرگوں کا یہ عقیدہ تحریر فرمایا ہے۔

"میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان (مولانا نانوتوی) کو دیکھا۔ وہ ایک فرشتہ مورب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔ سوانح قاسمی ۱/۱۳۰"[1]

---

(۱) سوانح قاسمی، م: مناظر احسن گیلانی، ص: ۱/۱۳۰، م: شائع کردہ دارالعلوم دیوبند

یہ واقعہ کی شکل میں ارواح ثلاثہ میں یوں مذکور ہے "مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ ۲۵؍ برس حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور کبھی بلا وضو نہیں گیا، انسانیت سے بالا درجہ ان کا دیکھا ہے **وہ شخص ایک مقرب فرشتہ تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا**"

ارواح ثلاثہ، م: اشرف علی تھانوی، حکایت: ۱۸۹، ص: ۱۹۱، م: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سن طباعت: ۲۰۱۳ء

ایضا، حکایت: ۲۵۹، ص: ۲۴۲، م: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، غیر مذکور (قدیم)

جذبہ عقیدت کی ترنگ اسے کہتے ہیں۔اب یہاں کوئی نہیں کہتا کہ جب وہ کھاتے پیتے تھے سوتے جاگتے تھے اور بال وبراز کرتے تھے تو فرشتۂ مقرب کیوں کر ہو سکتے ہیں اور انسانیت سے بالا تر درجہ جب رسول کا نہیں ہو سکتا تو ایک ادنیٰ امتی کا کیوں کر ہو جاے گا۔

یہیں سے سارا فرق واضح ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ کسے اپنا سمجھتے ہیں کسے بیگانہ اور جسے اپنا سمجھتے ہیں اس کی عظمتوں کی اظہار کے لیے کتنا کھلا دل رکھتے ہیں اور جسے بیگانہ سمجھتے ہیں اس کی طرف سے دل کی تنگیوں کا کیا عالم ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر: مولانا حسین احمد دیوبندی صاحب جو دیوبندی جماعت کے ایک مشہور پیشوا ہیں ،انکے متعلق ان کے چاہنے والوں کا عقیدہ پڑھیے !جو الجمیعۃ دہلی کے شیخ الاسلام نمبر میں چھاپا گیا، لکھتے ہیں:

"تم نے کبھی خدا کو بھی اپنی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسان سے فروتنی کرتے دیکھا ہے ؟تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمھارے گھروں میں آکر رہے گا ،تم سے ہم کلام ہوگا،ہماری خدمتیں کرے گا۔

نہیں !ہرگز نہیں !!ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہو گا!تو پھر میں دیوانہ ہوں، مجذوب ہوں کہ بڑ ہانک رہا ہوں۔نہیں بھائیو! یہ بات نہیں ہے۔سڑی ہوں نہ سودائی، جو کچھ کہ رہا ہوں سچ ہے، حق ہے مگر سمجھ کا ذرا سا پھیر ہے حقیقت و مجاز کا فرق ہے۔محبت کا معاملہ ہے۔شیخ الاسلام نمبر:۵۹"[۱]

اس کے بعد ٹیپ کا بند ملاحظہ فرمائیے !

لکھتے ہیں:

"تو پھر خدا را بتاو، جن آنکھوں نے گزی گاڑھے میں ملفوف (ملبوس)اس بندے کو دیکھا ہے وہ کیوں نہ کہیں کہ ہم نے خود اللہ بزرگ و برتر کا جلوہ اپنی اسی سرزمین پر دیکھا ہے۔حسین احمد !اور تم کیا

ایضا، حکایت:۲۴۲،ص:۲۴۰،م:تھانوی دیوبند۔سن طباعت:غ۔م۔

ایضا، حکایت:۲۴۱،ص:۱۹۲،م:مکتبہ عمر فاروق کراچی پاکستان،۲۰۰۹ء

(۱)روزنامہ "الجمیعۃ" دہلی، شیخ الاسلام نمبر، ایڈیٹر: محمد عثمان فارقلیط، معاون: بہار برنی، ج:۴۳،ص:۵۹،بروز ہفتہ:۲۵ /رجب المرجب،۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵/ فروری،۱۹۵۸ء

جانوحسین احمد کو۔ ص:۵۹"[1]

کہئے !اب تو سمجھ میں آگیا ہو گا کہ عقیدت و محبت کی لگن کیا چیز ہوتی ہے ؟ہم نبی اور ولی کے بارے میں ایسی بات نکال دیں تو ہماری گردن ناپ دی جاے اور وہ اپنے جیسے "مولانا" کے بارے میں لکھ کر چھاپ رہے ہیں توانہیں سات خون معاف ہے۔

مسلمانوں کی غیرت ایمانی کوآواز

حقانی صاحب کی کتاب سے شان خداوندی میں گستاخی، انبیاے کرام کی اہانت ، رسول عربی ﷺ کی تنقیص، اور قرآن مجید کے ترجموں میں خیانت کے جوالزمات پچھلے اوراق میں ثابت کیے گیے ہیں ایک بار پھر انہیں پڑھیے اور جذبہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجیے !کہ ان مضامین سے مسلمانوں کے جذبات کوٹھیس لگتی ہے یانہیں ؟

غیروں کے ستم کا گلہ کرنے والو! ذراگھر کے قاتلوں کابھی چہرہ دیکھو!

دلائل و مسائل

یہاں تک تو حقانی صاحب کی کتاب کے ان حصوں پر بحث تھی جن میں انہوں نے اللہ اور رسول کی شان میں بے ادبی کی ہے اور عام مسلمانوں کو گالی دے کر اور انہیں مشرک و بے دین بتا کران کا دل دکھایا ہے لیکن اب انہوں نے اپنی کتاب میں جو مسائل بیان کیے ہیں اور اپنے مدعا کے ثبوت میں جو دلیلیں پیش کی ہیں ان پر بحث شروع کرتا ہوں تاکہ آپ انکی بددیانتی، ان کی علمی لیاقت اوران کی طبیعت سے اچھی طرح واقف ہوجائیں۔

وہابی کہنے کی بحث

حقانی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸۷ پر "وہابی" کے لفظ کو گالی سے تعبیر کیا ہے اور نہایت دل آزار لفظوں میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جوکسی کووہابی کہتے ہیں۔

حقانی صاحب عام مسلمانوں کو فریب دینے کے لیے اپنی بابت یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ نہ دیوبندی ہیں نہ بریلوی لیکن ان کی کتاب "شریعت یاجہالت" کے ابتدائی صفحات میں ان کا جوتعارف کرایاگیاہے۔اس نے ان فریب کا پردہ چاک کردیاہے۔

---

(۱)روزنامہ "الجمیعۃ" دہلی،شیخ الاسلام نمبر، ایڈیٹر: محمد عثمان فارقلیط، معاون: بہار برنی، ج:۴۳، ص:۵۹، بروز ہفتہ:۲۵ ررجب المرجب، ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵ر فروری، ۱۹۵۸ء

تعارف کروانے والے نے ان کی بابت لکھا ہے:

”حقانی صاحب خالص حنفی عالم ہیں جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ص:۳۲“[۱]

اور تبلیغی جماعت کے متعلق یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ دیوبندی جماعت کا دوسرا نام ہے۔

اتنا ذہن نشین ہو جانے کے بعد اب میں اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوکہ ”وہابی“ کا لفظ واقعۃً گالی ہے یا تبلیغی جماعت کے بزرگو کا پسندیدہ لقب ہے۔اگر تبلیغی جماعت کے بزرگوں نے اس لفظ کو خود اپنے لیے پسند فرمایا ہے۔اور خود اپنے کو اس لفظ سے موسوم کیا ہے تو بلا شبہ ”وہابی“ کا لفظ گالی نہیں ہے بلکہ ایک پسندیدہ لقب ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیے!تبلیغی جماعت کے مرکز ہدایت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ایک موقعہ پر سنی مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوے اپنے بزرگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ درود کے لیے کچھ مت لایا کرو۔اشرف السوانح: ۴۵/۱“[۲]

تبلیغی جماعت کے دوسرے سربراہ مولوی منظور نعمانی اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

”اور خود ہم اپنے بارے میں بھی صفائی عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔سوانح مولانا محمد یوسف:۱۹۰“[۳]

---

(۱)شریعت یا جہالت،ص:۳۲،کتبہ ربانی بکڈپو دہلی،اڈیشن 3rd،۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا،ص:۸۴۱،مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی،اڈیشن 6th،۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق،اڈیشن 23rd،۲۰۱۵ء

(۲)اس سلسلہ میں آپ کتاب مذکور کا پورا واقعہ پڑھیں اور تہذیب وثقافت کا اندازہ لگائیں۔لکھتے ہیں:

”ایک بار چند عورتیں نیاز دلانے کے لیے جامع مسجد میں کہ اس وقت طلبہ بھی وہیں رہتے تھے جلیبیاں لائیں۔طالب علم تو آزاد ہوتے ہی ہیں لیکر بلا نیاز سب کھا پی گئے کیونکہ بقول حضرت والا انہیں تو ناز تھا نیاز کیا دیتے۔اس پر بڑی برہمی پھیلی۔تمام عورتیں اپنے مردوں کو لائیں۔ایک طالب علمی نے بڑی عقلمندی کی کہ فورا حضرت والا کے پاس دوڑ کر اطلاع کی کہ جلدی چلیے وہاں تو ہنگامہ برپا ہو رہا ہے چناچہ حضرت والا فورا تشریف لے گئے اور اس وقت نہایت حسن تدبیر سے ہنگامہ فرو کیا۔

-----پھر حضرت والا نے ان لوگوں کو سمجھا دیا کہ **بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں** یہاں نیاز فاتحہ کے لیے کچھ مت لایا کرو!“

اشرف السوانح،م:خواجہ عزیز الحسن،باب:۸”درس و تدریس“،ص:۴۵/۱ م:ادارہ تالیفات رشیدیہ 4th اڈیشن ۱۳۰۴ھ

(۳) سوانح مولانا محمد یوسف کاندھیلوی۔م:سید محمد حسنیٰ،باب:۵ ”تقسیم ہند اس کے اثرات و نتائج اور متاثرہ علاقوں دعوت و اصلاح کا کام“ص:۲۰۲،م:مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلما لکھنؤ۔۱۴۳۳ھ۔۲۰۱۲ء

تبلیغی جماعت کے موجودہ امام مولانا محمد ذکریا صاحب، مولانا نعمانی کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"مولوی صاحب! میں تم سے بڑا "وہابی" ہوں۔ سوانح مولانا محمد یوسف، ص:۱۹۲"[1]

اب آپ ہی انصاف کیجیے! مولانا اشرف علی تھانوی سے لیکر مولانا زکریا تک سب نے نہات فراخ دلی کے ساتھ اپنے بارے میں یہ اقرار کیا ہے کہ وہ "وہابی" ہیں۔

"سب سے بڑے وہابی ہیں" اگر وہ اسے گالی سمجھتے تو اپنے منہ سے وہ اپنے آپ کو گالی نہیں دیتے۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ یہ تبلیغی جماعت کے بزرگوں کا پسندیدہ لقب ہے۔

اس لقب سے اگر تبلیغی جماعت کے لوگوں کو کوئی یاد کرتا ہے تو برا ماننے کے بجائے انہیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ وہ بغیر کسی طلب کے ان کے بزرگوں کا پسندیدہ لقب لوگوں میں رائج کر رہا ہے۔

لہٰذا، حقانی صاحب اگر نقال تبلیغی نہیں ہیں بلکہ سچے تبلیغی ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ ان مسلمانوں سے معافی مانگیں جن کی انہوں نے "وہابی" کہنے پر اپنی کتاب میں مذمت کی ہے اور مومن کا دل دکھا کر خدا کا عذاب مول لیا ہے۔

کافر کو کافر کہنے کی بحث

حقانی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ پر لکھا ہے کہ "کسی کافر کو بھی کافر کہنا مکرہ ہے"۔ یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ حرام کے قریب ہے۔ یہ تو رہا چھوٹے میاں کا بیان، اب انکے بڑے میاں کا بیان سنیے!

دیوبندی جماعت کے مشہور مناظر مولانا مرتضی حسن چاندپوری اپنی کتاب "اشد العذاب" شائع شدہ دارالعلوم دیوبند کے صفحہ ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) نفس مرجع۔ مگر ص:۲۰۴

وہابی کون؟

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ "محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔

ایضا:م: رشید احمد گنگوہی، ص:۲۸۰، ایم ایس پبلیشر دیوبند

ایضا:م: رشید احمد گنگوہی، ص:۲۳۵، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

ایضا:م: رشید احمد گنگوہی، ص:۲۹۲، دارالشاعت کراچی پاکستان

”جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے“[۱]

مسئلہ کی بحث تو الگ رہی اب یہاں سب سے مشکل سوال یہ پیدا ہو گیا کہ کافر کو کافر کہنے سے اگر حقانی صاحب کو انکار ہے تو دیوبندی کے اس فتویٰ کی رو سے وہ کیا ہوے؟ اسے وہ خود سمجھیں!

اب رہ گئی یہ بحث کہ حقانی صاحب کی بات کہاں تک درست ہے؟ تو اس کا فیصلہ خود قرآن میں موجود ہے۔ اسکی طرف رجوع کیجیے! حقیقت بالکل واضح ہو جاے گی۔

سورۃ کافرون میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک کو خطاب کرتے ہوے ارشاد فرماتا ہے: ” قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ “ اس آیت کا ترجمہ دیوبندی مذہب کے پیشوا مولانا تھانوی نے یوں کیا ہے:

”آپ ان کافروں سے کہ دیجیے! اے کافروں“[۲]

ایک طرف حقانی صاحب لکھتے ہیں کہ کافر کو ” ائے کافر“ کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ ص:۱۰۱“[۳]

اور دوسری طرف خدا اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ آپ کافر کو ائے کافر کہ کر خطاب کیجیے!

اب سوال کا جواب حقانی صاحب کے ہی ذمہ ہے کہ کیا خدا نے اپنے رسول کو ایک ایسے کام کا حکم دیا ہے جو مکروہ تحریمی ہے یعنی حرام کے قریب ہے اور سب سے دل چسپ سوال یہ ہے کہ اسی بحث میں حقانی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۵ پر بخاری شریف کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے:

”رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا ” ائے کافر“ تو ان دونوں میں سے ایک ایسا ہی ہو گا“

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوے انہوں نے لکھا ہے

” یعنی جس مسلمان کو کافر کہا گیا ہے وہ یقینا کافر ہے تو کچھ حرج نہیں۔ ص:۹۵“[۴]

---

(۱) اشد العذاب، م: مرتضی حسن در بھنگی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند۔ ص: ۱۴، م: مکتبہ مجتبائی جدید دہلی

(۲) تفسیر بیان القرآن۔ صفحہ: ۶۹۱

(۳) شریعت یا جہالت، ص: ۱۰۱، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب: ۱۲، ص: ۱۰۷، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، اڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

نوٹ: ان دونوں نسخوں میں عبارت بایں طور تبدیل کر دی گئی ہے ” کافر کو بھی کافر کہنا مکروہ ہے“

(۴) شریعت یا جہالت، ص: ۹۵، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب: ۱۱ ” کافر کو کافر کہنے والا، ص: ۱۰۱، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

اپنے آپ کو جھٹلانے کی اس سے زیادہ واضح مثال شاید آپ کو کہیں نہ مل سکے گی۔
ایک ہی بات صفحہ نمبر ۱۰۱ پر مکروہ تحریمی ہے اور یہاں فرماتے ہیں کہ ”کچھ حرج نہیں“
میں کہتا ہوں کہ جب وہ مکروہ تحریمی ہے تو حرج کیوں نہیں ؟اور جب کچھ حرج نہیں تو وہ مکروہ تحریمی کیوں ہے ؟
دیکھ لیا آپ نے ایک ہی رات میں مولانا بن جانے کا یہی انجام ہوتا ہے۔

میلاد کی بحث

میلاد کے خلاف حقانی صاحب نے اپنی کتاب میں تین دلیلیں پیش کی ہیں اور تینوں دلیلیں ایسی معرکۃ الآرا ہیں کہ آپ پڑھ کر عش عش کر اٹھیں گے۔
پہلی دلیل ملاحظہ کریں!
”میلاد میں قریب قریب سبھی لوگ جاہل ہوتے ہیں شریعت کا پابند شائد ہی اس میں سے کوئی ملے، نہ تو میلاد پڑھنے والوں میں شریعت کی پابندی ہوتی ہے اور نہ ہی سننے والوں میں۔کیونکہ میلاد پڑھتے ہیں اور پڑھوانے والے بھی جہالت کی وجہ سے پڑھوتے ہیں۔ص ۴۸۰“[۱]
شاباش!
یہ ہے میلاد کے حرام ہونے کی دلیل!
اب آپ ہی بتائیے! کہ اسے دلیل کہیں کہ دلال!
شریعت کا عجیب نکتہ امام اعظم کو بھی نہیں سوجھا تھا کہ مسجدوں میں جاہل اور بے شرع لوگوں کا داخلہ بند کرادیں اور عرفات کے میدان میں سے ایسے تمام لوگوں کو چن چن کر نکلوادیا جائے جو لوگ شریعت کے پابند نہیں ہیں تاکہ لوگوں کا حج خراب نہ ہو۔

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء
نوٹ: تیسرے ایڈیشن اور چھٹے یا پندرہویں ایڈشن کے صفحات کو کھلنے زحمت دیں پھر تحریف کی حیرت انگیز مثال دیکھیں! پہلے نسخہ میں لکھا ہے کہ ”کافر کو کافر کہنے والا کافر ہے“ اور اخر کے دونوں نسخوں میں ”کافر کو کافر کہنے والا؟“
کھولو! آنکھ اور دیکھو تو تماشہ ان کا۔
(۱) شریعت یا جہالت، ص:۴۸۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۸۲ ”تین شرطیں“، ص:۲۶۷، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

معاذ اللہ!

اس فہم و لیاقت پر حقانی صاحب کے پروانے اپنا سر دھنتے ہیں اور انہیں زمین و آسمان کا سب سے بڑا مولانا سمجھتے ہیں۔

اس تحریر میں ذہن و فکر کے افلاس کا ماتم اپنی جگہ پر ہے لیکن یہ ابلیسی نخوت کس درجہ اذیت ناک ہے کہ ہماری محفل سبھی جاہل و خطا کار اور آپ کی محفل وعظ میں سبھی فرشتے اور بے گناہ!!!

اور یہ سوال بھی اپنی جگہ پر ہے کہ جاہلاور بے شرع لوگوں کے بیٹھنے سے اگر کوئی محفل حرام ہو جاتی ہے تو بتایا جائے کہ ان کی اصلاح کا ذریعہ کیا ہے۔ کہاں انہیں بٹھایا جائے کہ محفل بھی حرام نہ ہو اور خدااور رسول کی بات بھی ان تک پہنچ جائے۔

یہاں تک تو میلاد میں شریک ہونے والوں کا حال بیان ہوا۔اب میلاد پڑھنے والوں کا حال سنیے!

لکھتے ہیں:

"ان کا حال یہ ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے اور اگر نماز پڑھتے ہیں تو روزے نہیں رکھتے اور اگر نماز روزہ کرتے ہوں گے تو شریعت کے مطابق شکل یا لباس نہیں ہو گا اور اگر یہ بات ہو گی تو اخلاق شائد ہی کسی کے ٹھیک ہوں۔ ص:۴۶۵"[1]

داد دیجیے عیب تلاش کرنیوالی اس نگاہ کو جس نے زندگی کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا ہے۔

دونوں عبارتوں کو اگر جوڑ دیا جائے تو ان کے کہنے مدحا یہ ہے کہ اس دھرتی پر سر سے پاؤں تک عیب کا مجموعہ، بے نمازی، جاہل، بے دین بے عمل اور بد شکل اگر کوئی ہے تو وہ سنی مسلمان ہو اور بے عیب ذات صرف آپ کی ہے اور آپ کے فرشتہ خصلت ہمنواؤں کی! اب دوسری دلیل ملاحذہ فرمائیے تحریر فرماتے ہیں:

آپ نے دیکھا ہو گا کہ گھر کے اندر میلاد پڑھی جاتی ہے تو باہر بیٹھنے والے مزے سے باتیں کرتے رہتے ہیں، ص:۴۸۱،[2]

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۴۶۵، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ،۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۷۷ "روح مبارک آتی ہے یا نہیں"، ص:۴۰۷، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ،۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ،۲۰۱۵

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۴۸۱، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ،۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

اللہ اکبر!

میلاد کے حرام ہونے کی دوسری دلیل بھی کسی کولٹ اسٹور میں رکھنے کے قابل ہے تاکہ سڑنے گلنے سے محفوظ رہے ان کے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ میں میلاد کی محفل کہیں ہو تو سارے محلے میں کرفیو نافذ کر دیا جائے تاکہ کوئی بات نہ کرے ورنہ چوپٹ راجہ میلاد ہی کو ممنوع قرار دے دیں گے اور نمازیوں کو بھی آج سے باخبر کر دیا جائے کہ اپنی نماز کی خیر چاہتے ہو تو جو لوگ نماز نہیں پڑھ رہے ہیں ان کے منھ میں کپڑا ٹھونس دو کیوں کہ انھوں نے آپس میں ذرا سی بھی آپس میں کانا فوسی کی تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا البتہ تمھاری نماز حرام ہو جائے گی۔

میں نہیں سمجھتا کہ حقانی صاحب نے یہ کتاب ہوش و حواس کی حالت میں لکھی ہے اس وقت وہ کسی غصے میں تھے انھوں نے اس کا بھی خیال نہیں کیا کہ یہ تحریر اہل علم بھی پڑھیں گے آخر وہ کیا سوچیں گے اور نہ انھیں یہ یاد رہا کہ میلاد کی حرمت پر جو دلیلیں پیش کر رہیں ہیں انھیں دلیلوں سے انکی محفل وعظ بھی تو حرام ہو سکتی ہے۔

اب تیسری دلیل ملاحظہ فرمائیے، عین الھدایہ، نام کی کسی اردو کتاب سے میلاد کے خلاف ایک فتویٰ نقل کرتے ہیں۔

جو لوگ مجلس میلاد میں راگ کے اشعار پڑھتے ہیں تو پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہے اور پڑھنے والوں پر خوب شدید (کفر)، ص:۴۷۵۔ (1)

"میلاد پڑھنے والوں کو کافر بنانے کے شوق میں حقانی صاحب نے اپنی طرف سے بریکٹ کے اندر "کفر" کا لفظ بڑھا دیا۔ ٹھیک ہی کہا ہے بزرگوں نے کہ خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔ یہ فتویٰ نقل کرتے وقت حقانی صاحب نے اتنا نہیں سوچا کہ میں بھی تو آخر محفل وعظ میں راگ کے ساتھ قوالی گاتا ہوں۔ اگر راگ کے اشعار پڑھنا اور سننا میلاد میں حرام ہے تو وعظ میں کیسے جائز ہو جائے گا۔ راگ کے ساتھ اشعار پڑھنے والوں پر جب کفر کا خوف ہے تو لے اور سر کے ساتھ گانے

ایضا، باب:۸۲" تین شرطیں "، ص:۲۷۷، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق،، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۴۷۵، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۸۱" قصائد کی مجالس "، ص:۲۷۲، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

والے کیونکر محفوظ رہ سکیں گے۔

میلاد کے خلاف حقانی صاحب کی پیش کردہ تینوں دلیلوں کا حشر آپ نے دیکھ لیا۔ بتائیے! ان میں سے کوئی دلیل بھی اس قابل ہے کہ اہل علم اس کی طرف توجہ کریں۔ جواب دینے کی بات تو الگ رہی میں تو خیال کرتا ہوں کہ ان خرافات کو پڑھنا بھی اہل علم اپنی توہین سمجھیں گے۔

قیام کی بحث

قیام کے خلاف حقانی صاحب نے جس دلیل کو بار بار دہرایا ہے وہ یہ ہے۔

۱۔ حضور ﷺ نے جب حیات طیبہ میں قیام کو پسند نہیں فرمایا تو بعد وفات کیسے پسندیدہ ہو گیا۔ ص:۴۵۳"[۱]

۲۔آپ صاحبان نے پڑھ لیا کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو قیام سے منع فرمایا۔ ص:۴۵۹"[۲]

۳۔مذہب تو اس کو کہتے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو، جب حدیثوں سے قیام کرنا منع ثابت ہے تو تاویلیں کرنا بے کار ہیں۔ فوراً مان لینا چاہیے۔ اسی کا نام ایمان ہے۔ ص:۴۵۰"[۳]

لیکن منع والی حدیث کے ساتھ حقانی صاحب نے ایک حدیث اور نقل کی ہے جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

"حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم ﷺ کے پاس آئی تھیں تو حضور ﷺ

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۴۵۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۶۷ "قیام کی دلیلیں"، ص:۶۹۲، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۴۵۹، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۶۷ "قیام کی دلیلیں"، ص:۶۹۸، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۳) شریعت یا جہالت، ص:۴۶۱، ۴۶۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۶۷ "قیام کی دلیلیں"، ص:۷۰۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

ان کے لیے اٹھتے اور ان کی پیشانی کا بوسہ لیتے اور اپنے پاس بٹھاتے اور جب خود رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جاتے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ جاتی تھیں اور حضور ﷺ کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔ ص:۴۵۴" [۱]

اب سوال: یہ ہے کہ قیام اگر حضور کو ناپسند تھا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور کے لیے کیوں قیام کرتی تھیں۔ کیا انہیں حضور کی ناپسندیدگی کا علم نہیں تھا یا معاذ اللہ! جان بوجھ کر وہ حضور کے حکم کی نافرمانی کرتی تھیں۔

دوسرا سوال: یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جس صحابہ کرام کو قیام کرنے سے منع فرمادیا تھا۔ سیدہ فاطمہ کو نہیں منع کیا۔

تیسرا سوال: یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کو اپنے لیے قیام پسند نہیں تھا تو خود حضور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے کیوں قیام فرماتے تھے؟

ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے لیے قیام کرانا اور دوسروں کے لیے قیام کرنا دونوں حضور کے نزدیک جائز تھیں۔

اس کا جواب حقانی صاحب نے یہ دیا ہے:

"یہاں جو بات چل رہی ہے وہ ساری جماعت کی ہے۔ یعنی مجلس میلاد میں ساری جماعت کا اٹھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ ساری جماعت کے اٹھنے کا ثبوت آپ کو کہیں سے بھی نہیں ملے گا۔ ص:۴۵۵" [۲]

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث سے صرف فرداً فرداً قیام کا ثبوت ملتا ہے۔ پوری جماعت کے قیام کا ثبوات نہیں ملتا۔ جب کہ میلاد میں پوری جماعت قیام کرتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پوری جماعت کے قیام کا ثبوت تو خود انہیں کی کتاب میں موجود ہے۔ جب وہ خود

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۴۵۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ،۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۶۷ "قیام کی دلیلیں"، ص:۶۹۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ،۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ،۲۰۱۵ء

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۴۵۵، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ،۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۶۷ "قیام کی دلیلیں"، ص:۶۹۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ،۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ،۲۰۱۵ء

اپنی لکھی ہوئی کتاب نہیں سمجھ سکتے تو دوسروں کی کتاب کیا سمجھیں گے۔ اسی سے یہ اندازہ لگا لیجئے ان کے علم وفہم کا موصوف نے فتاویٰ قاضی خاں کے حوالے سے قیام ہی کی بحث میں تحریر میں فرمایا ہے:

"چند لوگ قرآن پڑھتے ہوں یا ایک شخص قرآن پڑھتا ہے پھر اس کے پاس کوئی خاص میں سے آیا تو فقہا نے کہا کہ آنے والا مرد عالم ہو یا قاری کا باپ یا استاد تو اس کے واسطے سے اٹھنا جائز ہے۔ ص:۴۵۴"[1]

اس عبارت سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ چند لوگ قرآن پڑھتے ہوں عالم، استاد یا باپ کے لیے سب کا قیام کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ یہ عین ممکن کہ آنے والا سب کا استاد ہو یا سب کا باپ ہو یا سب کے لیے قابل احترام عالم ہو تو ایسی صورت میں جب سب کے سب ایک ساتھ اٹھیں گے تو ساری جماعت کا قیام تو خود ہی ثابت ہوگا۔ اب اس کا جواز ثابت کرنے کے لیے مزید کسی دلیل کی حاجت ہی کیا باقی رہی۔ فقہا کا کلام سمجھنے کے لیے جس فہم وبصیرت کی ضرورت ہے اگر وہی کسی کے اندر نہ ہو تو اس کا علاج ہمارے پاس کیا ہے؟ یہاں ایک سوال اور بھی ہے جو صاحب فہم کے لیے خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن کی حالت عین عبادت کی حالت ہے اس حالت میں بھی فقہا نے باپ، استاد اور عالم دین کے لیے قیام کی اجازت دی ہے۔ اسی سے بزرگوں کے قیام تعظیمی کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ عبادت کی حالت میں بھی اسے نہیں ترک کیا گیا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ حقانی صاحب کی تحریر کے مطابق جب حدیثوں سے رسول ﷺ کے لیے قیام کی ممانعت ثابت ہے تو فقہاے احناف نے امتی کے لیے کیوں جائز قرار دیا۔ کیا اس بات سے فقہا پر رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا الزام نہیں عائد ہوتا؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ حقانی صاحب کی تحریر کے مطابق جب حضور ﷺ نے حیات طیبہ میں قیام کو ناپسند فرمایا اور وفات کے بعد بھی قیام انہیں ناپسند ہے تو فقہاے احناف نے حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہونے والوں کو اس بات کی کیوں تلقین فرمائی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے روضہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں اور اسی ہیئت کے ساتھ صلوٰۃ وسلام عرض کریں۔

(حوالہ کے لیے دیکھیے عالمگیری باب زیارۃ قبر النبی ﷺ، ملتقی الابحر، ج:۱، ص:۳۱۳، ارشاد

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۴۵۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۶۷ "قیام کی دلیلیں"، ص:۶۹۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

الساری لملاعلی القاری، ص:۲۲۸)[1]

اس تلقین سے فقہائے احناف پر الزام عائد نہیں ہوتا کہ انہوں نے امت کو حضور کے حکم اور مرضی کے خلاف ایک کام کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور وہ بھی عین حضور کے روبرو۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ حقانی صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ حضور ﷺ نے جب قیام کو اپنے لیے ناپسند فرمایا ہے اور منع کر دیا ہے تو ہمارے اوپر لازم ہے کہ حضور کی اطاعت کے جذبے قیام سے رک جائیں۔ لیکن اپنی اسی کتاب میں انہوں نے ایک حدیث اور نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"کسی شخص نے آپ سے کہا کہ:

اے محمد!

اے ہمارے سردار اور سردار کے لڑکے!

ہم سب سے بہتر اور بہتر کے لڑکے!

آپ نے فرمایا: لوگو! اپنی بات کا خود خیال کر لیا کرو! تمہیں شیطان ادھر ادھر نہ کر دے، میں محمد بن عبداللہ ہوں، میں خدا کا بندہ اور اسکا رسول ہوں۔ قسم خدا کی میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے بڑھا دو۔ ص:۲۴۳"[2]

اس حدیث کے ذیل حقانی صاحب لکھتے ہیں:

"میرے عزیز دوستو! خوب سوچو! کہ کہنے والے نے کوئی کھوٹی یا بری بات تو نہیں کہی تھی پھر بھی اس کو روک دیا گیا۔ کیوں کہ اگلی امتوں کی گمراہی حضور ﷺ کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی

---

(۱) عالمگیری میں ہے کہ "ولا یضع یده علی جدارالتربة فهو اهیب و اعظم للحرمة و یقف کما یقف فی الصلاة و یمثل صورته الکریمة البهیة کانه نائم فی لحده،عالم به،یسمع کلامه،کذا فی الاختیار شرح المختار ثم یقول "السلام علیك یا نبی الله ﷺ ورحمة الله و برکاته...""

الفتاویٰ العالمکیریة المعروف بالفتاوٰ الهندیة فی مذهب الحنفیة لعلما الهند،کتاب المناسك،الباب السابع عشر :فی النذر بالحج،ص:1/ 330،م:دارالفکر بیروت لبنان 1st addition ۲۰۰۹ء۔۱۴۲۹/۳۰ھ

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۲۴۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۳۹ "یارسو اللہ یا غوث کہ یا اللہ؟"، ص:۲۷۱، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

تھی۔"(۱)

جب حضور ﷺ نے ہمارے سردار کہنے سے روک دیا تو دو لفظوں میں جواب دیجیے کہ اس ممانعت کے بعد حضور ﷺ کو سردار کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۳ پر حضور ﷺ کو سردار انبیا(۲) لکھ کر حضور کے حکم کی صریح خلاف ورزی کی ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو جس چیز سے حضور ﷺ منع فرمادیں وہ کیونکر جائز ہوگی۔ حضور ﷺ کی اطاعت کا حوالہ دے کر جب مسلمانوں کو قیام سے روکا جاتا ہے تو تابعداری کا تقاضہ یہ ہے کہ سردار کہنے سے بھی روکا جاے یہ کیا ہے کہ کچھ باتوں میں تو اطاعت کیجاے اور کچھ باتوں میں نافرمانی۔ کسی حال میں بھی سچے مسلمان کا یہ شیوہ نہیں ہوسکتا۔

اس کے جواب میں شائد آپ یہ کہیں گے کہ یہاں ممانعت حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ انکسار و تواضع پر ہے۔ میں عرض کروں گا کہ بالکل یہی صورت قیام کے مسئلے کی بھی ہے اگر وہاں ممانعت حقیقت پر محمول ہوتی تو سیدہ فاطمہ کبھی قیام نہ فرماتیں۔ فقہاے احناف حضور ﷺ کے روضۂ مبارک پر حاضر ہونے والوں کو بحالت قیام سلام پڑھنے کا کبھی حکم نہ دیتے اور شرع میں رسول اللہ ﷺ کے لیے اگر قیام حرام ہوتا تو استاد، باپ، اور عالم دین کے لیے ہرگز قیام کی اجازت نہ ملتی۔ اور یہ بھی سن لیا جاے کہ یہ میں نہیں کہ رہا ہوں بلکہ امت کے معتمد علما اور اسلام کے عظیم المرتبت ائمہ کا یہی مسلک ہے۔ یہاں تک کہ دیوبندی جماعت کے مشہور پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی یہی کہا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ اشرفیہ میں وہ لکھتے ہیں کہ:

"حضور ﷺ نے اپنے لیے (قیام) کیوں نہیں پسند فرمایا اس کی وجہ تواضع وسادگی و بے تکلفی تھی چناچہ مرقات میں مصرح ہے۔ فتاویٰ اشرفیہ، ج:۱، ص:۱۸۲"(۳)

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے متعلق حقانی صاحب کا یہ کہنا جمہور

---

(۱) نفس مرجع

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۲۰۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۱۳۱ "حضور ﷺ کی شان مبارک؟"، ص:۲۹۷، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

عبارت یوں ہے "بیشک آپ امام الانبیا ہیں اور سردار انبیا ہیں"

(۳) فتاویٰ اشرفیہ۔ م: اشرفعلی تھانوی۔ ۱/۱۸۲، مکتبہ دار العلوم کراچی پاکستان، سن طباعت غیر مذکور

علماے اسلام کے مسلک کے خلاف ہے کہ حضور ﷺ نے انصار کو کھڑے ہونے کا جو حکم دیا تھا وہ اظہار تعظیم کے لیے نہیں تھا بلکہ سواری سے اتارنے کے لیے تھا۔ کیوں کہ مسلم شریف کی اسی حدیث کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے اس حدیث سے بزرگوں کے لیے قیام تعظیمی کا ثبوت ملتا ہے اور اسی بنیاد پر ع جمہور علما نے قیام کے مستحب ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

علاوہ ازیں حقانی صاحب جس دیوبندی مکتب فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کا بھی عمل درآمد اسی مسلک پر ہے کہ حضور ﷺ کا یہ حکم حضرت سعد کی تعظیم کے لیے تھا۔ جیسا کہ الجمیعۃ کے شیخ الاسلام نمبر میں اس کی صراحت ان لفظوں میں موجود ہے۔

"دارالعلوم دیوبند کا روایتی طریقہ قوموا لسید کم کے مطابق یہ رہا ہے کہ بڑوں کی آمد کے وقت ادباً چھوٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شیخ الاسلام نمبر، ص: ۹۴"(۱)

یوں ہی حقانی صاحب کا یہ الزام بھی نہایت جھوٹا افترا ہے کہ میلاد کی محفل میں ہم اس طرح کھڑے ہوتے ہیں کہ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ یہ اگرچہ ناممکن نہیں ہے جیسا کہ خود حقانی صاحب اپنی اسی کتاب میں اعتراف کیا ہے:

"میرا ایمان تو یہ ہے کہ کسی خاص غلام پر کرم فرما کر آنا چاہیں تو ان شاء اللہ یقیناً آسکتے ہیں اور جن مجالس میں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں وہ مجالس انوار سے بھرپور اور خوشبو سے معطر ہوتی ہے۔ ص: ۴۶۳"(۲)

لیکن اس اعتقاد کو قیام کی بنیاد بتانا غلط ہے بلکہ ہم اس لیے کھڑے ہوتے ہیں کہ قیام اظہار تعظیم کا ایک معروف ذریعہ ہے اور بارگاہ رسالت میں ذہنی استحضار اور سرور کائنات کے ساتھ شعوری ارتباط کی اس سے تجدید ہوتی ہے اور تصور کی بنیاد پر غائبانہ تعظیم کا سلسلہ شریعت میں پہلے سے موجود ہے۔ جیسا کہ بول و براز کی حالت میں خانہ کعبہ کی طرف رخ اور پشت کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ حکم

---

(۱) روزنامہ "الجمیعۃ" دہلی، شیخ الاسلام نمبر، ایڈیٹر: محمد عثمان فارقلیط، معاون: بہار برنی، ج: ۴۳، ص: ۹۴، بروز ہفتہ: ۲۵/ رجب المرجب، ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵/ فروری، ۱۹۵۸ء

(۲) شریعت یا جہالت، ص: ۴۶۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ،۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب: ۷۷ " روح مبارک آتی یا نہیں ؟"، ص: ۷۰۲، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ،۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ،۲۰۱۵ء
نوٹ: ان دونوں نسخوں سے عبارت مذکور غائب ہے!

ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے ہے عام ازیں کہ کعبہ ان کے پیش نظر نہ ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ قیام کی بحث اپنی جملہ تفصیلات کے ساتھ یہاں تمام ہو گئی اور حقانی صاحب نے قیام کے خلاف جو دلائل پیش کیے تھے انہیں سے قیام کے جواز ثابت کر دیا گیا۔ اس طرح انہی کی تلوار سے ان کا سر قلم ہوا۔

حضور ﷺ کو بھائی کہنے کی بحث

عالم اسلام کی طرف دیوبندی جماعت کے علما پر سالہا سال سے یہ الزام عائد ہے کہ وہ حضور ﷺ کو اپنا بھائی کہتے ہیں۔ بھائی کے مفہوم میں چونکہ برابری کا تصور داخل ہے اس لیے نبی کو بھائی کہنا نبی کی تنقیص شان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخوت انسانی کے رشتہ کے باوجود کوئی اپنے باپ، استاد اور پیر کو بھائی نہیں کہتا۔

حقانی صاحب نے اس الزام کا جواب دینے اور حضور ﷺ کو بھائی ثابت کرنے کے لیے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم حضور ﷺ کو بھائی نہیں کہتے بلکہ خود حضور ﷺ نے ہم کو بھائی کہا ہے۔ کوڑی تو حقانی صاحب بہت دور کی لاے ہیں۔ لیکن اسے کیا کیجیے گا بہت زیادہ چالاکی بھی آدمی کو لے ڈوبتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ حضور کو اپنا بھائی نہیں کہتے ہو تو صفائی کس بات کی پیش کر رہے ہیں؟

یہیں سے آپ حضرات کی چوری صاف پکڑی جا سکتی ہے کہ آپ حضرات حضور ﷺ کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور کہا ہے۔ لیکن جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا دینے کے اصول پر آپ آپ حضرات ہی کی کتابوں سے آپ کا جھوٹ فاش کر دینا چاہتا ہوں۔

یہ دیکھیے!

دیوبندی فرقے کی مستند کتاب براہین قاطعہ ص:۳ پر خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:

"پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ تو خود نص کے موفق کہتا ہے"(۱)

---

(۱) البراھین القاطعہ۔ م: خلیل احمد انبیٹھوی، ص:۳، م: کتب خانہ اعزازیہ دیوبند، سن طباعت غیر مذکور

ایضا، ص:۱۲، م: کتب خانہ امدادیہ دیوبند، سن طباعت غیر مذکور

ایضا، ص:۷، م: دار الاشاعت کراچی، سن طباعت غیر مذکور

ایضا، ص:۳، م: مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، سن طباعت غیر مذکور

اور اس سے بھی واضح ثبوت دیکھنا چاہتے ہوں تو دیوبندی مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں!

لکھتے ہیں کہ:

"اولیا، انبیا، امام، امام زادہ، پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی نافرمان برادری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے بھائی ہوئے سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے"(۱)

---

(۱) تقویۃ الایمان، م: اسمٰعیل، دہلوی، ص: ۵۰، م: کتب خانہ رحیمیہ دیوبند۔ باہتمام: محمد اسحاق صدیقی سن طباعت غیر مذکور

ایضا۔ ص: ۱۳۱، م: مکتبہ خلیل لاہور۔ سن طباعت غیر مذکور

ایضا۔ ص: ۸۷، م: مکتبہ موئناتھ بھنجن۔ سن طباعت غیر مذکور

ایضا۔ ص: ۶۰، سن طباعت غیر مذکور

تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان۔ ص: ۸۰، م: شمع بک ایجنسی لاہور

نوٹ: ان دونوں نسخوں میں عبارت میں بایں لفظ "کیا ہے" کی زیادتی کے ساتھ بایں طور ہے

" اولیا، انبیا، امام، امام زادہ، پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی نافرمان برادری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے بھائی ہوئے سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے"

تقویۃ الایمان۔ ص: ۱۳۷۔ مکتبہ: مکتبہ توعیۃ الجالیات ربوہ ریاض سعودی

ایضا۔ ص: ۷۰، م: فیصل بکڈپو۔ سن طباعت: ۱۹۹۹ء

ایضا۔ ص: ۷۱، م: تھانوی دیوبند۔ سن طباعت: ۱۹۸۴ء

نوٹ: ان تینوں نسخوں میں عبارت میں بایں طور تحریف ہے

"معلوم ہوا جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیا ہو یا اولیا ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالیٰ نے انہیں بڑائی بخشی تو وہ ہمارے بڑے ہوئے ہمیں انکی فرمانبرداری کا حکم ہے کیوں کہ ہم چھوٹے ہیں لہذا ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرو"

ایضا۔ ص: ۱۱۱۔ م: ناشر فرم عبد الغنی محمد اسمٰعیل تاجر عطر دوکان نمبر ۳۰۷، چاندنی چوک دہلی۔

نوٹ: اس نسخہ میں عبارت بایں طور محرف ہے:

"جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں مگر ان کو اللہ نے ان کو بڑائی دی تو بڑے بھائی ہوئے ہمکو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم انکے چھوٹے ہیں سو انکی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے"

ایک طرف تو دیوبندی مذہب کی کتابوں سے بھائی کہنے کے سلسلے میں یہ دستاویز ثبوت ملاحظہ فرمائیے اور دوسری طرف حقانی صاحب کی یہ جھوٹی تحریر پڑھیے! صاف واضح ہو جائے گا کہ وہ مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔

"آج ہندوستان میں بعض جگہ اس بات پر جھگڑے چل رہے ہیں کہ فلاں فلاں لوگ حضور ﷺ اپنے بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں یہ کوئی کہنے جیسی بات ہے۔

میرے دوستو! یہ بات عقل کے خلاف ہے کوئی شخص مسلمان ہو کر ایسا کلمہ بھی زبان سے نکالے۔ ص:۲۱۶"[1]

کہنے والی بات تو نہیں ہے لیکن آپ نے کہا ہے یا نہیں؟ اور جب کہنا ثابت ہو گیا تو بقول آپ کے ہم کہنے والوں کو کس طرح مسلمان سمجھیں؟

اور مزید برآں یہ ہٹ دھرمی اور سینہ زوری دیکھیے کہ اتنے واضح ثبوت کے باوجود یہ لوگ الٹے ہم ہی لوگوں کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور فتنہ پرداز کہتے ہیں۔

جیسا کہ حقانی صاحب لکھتے ہیں:

"فتنہ پرداز لوگ فورا فتنہ برپا کردیتے ہیں اور ایسی پھیلاتے ہیں کہ دیکھو! دیکھو! یہ مولوی

"Thus, We understand that all of the people who are close to Allah regardless of whether they are messengers or saints are none but slaves of Allah and our brothers and as long as Allah has bestowed on them marks of greatness they are like our brothers and we are instructed to obey them. Since we are younger to them we are instructed to respect them their capacity as human beings only"

Taqwiyatt-ul-Iman (Strengthening of the Faith) .C.No.07, P.No.126. publisher: Darussalam New york 2nd Edition Oct. 2002 A.D

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۲۱۶، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۳۶ "بھائی ہم کہتے ہیں یا ہم کو ۲ کہا ہے"، ص:۳۴۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء

مرجع سابق، اڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

حضور ﷺ کو بھائی کہتا ہے اور بھائی کے برابر سمجھتا ہے اس کا عقیدہ خراب معلوم ہوتا ہے۔ یہ وہابی، دیوبندی یا تبلیغی معلوم ہوتا ہے۔ ص:۲۱۶"(۱)

ذرا جھوٹ بولنے کا یہ آرٹ ملاحظہ فرمائیے!

کوئی بھی اس تحریر کو پڑھ کر اس کے سوا اور کیا سمجھے گا کہ دیوبندی اور تبلیغی جماعت پر بالکل یہ جھوٹا الزام ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس الزام کو اتنا ہی بڑا سمجھتے ہیں تو دیوبندی اور تبلیغی جماعت کی طرف سے یہ اعلان کرا دیجئے! کہ ہم ان کتابوں کو نہیں مانتے جن میں حضور ﷺ کو بھائی کہا گیا ہے۔ کیوں کہ مسلمان ہو کر کوئی بھی ایسا کلمہ ہرگز منہ سے نہیں نکال سکتا ہے۔

کہیے منظور ہے!

انگوٹھا چومنے کی بحث

انگوٹھا چومنے کے خلاف حقانی صاحب نے دو دلیلیں پیش کی ہیں دونوں دلیلیں اتنی معرکۃ الآرا ہیں کہ آپ بھی پڑھ کر دنگ رہ جائیں گے۔

پہلی دلیل میں انہوں نے ایک حدیث پیش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور حضرت بلال اذان دینے لگے جب أشهد أن محمدا رسول الله پر پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھے پر پھیرے اور کہا "قرة عيني بك يا رسول الله ﷺ"

یعنی یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھوں کی ٹھنڈک آپ ہی سے ہے۔ اس کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایسا کرے اور ایسا کہے قیامت کے دن اس کی بخشش کروں گا۔

اس حدیث سے چونکہ انگوٹھا چومنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اس لیے حقانی صاحب نے اس حدیث کے خلاف لکھا ہے کہ:

"جو حدیث چوم کر آنکھوں پر لگانے کی آپ نے پڑھی اس کو علمائے حنفیہ ضعیف کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث بناوٹی ہے۔ ص:۲۲"(۲)

---

(۱) نفس مرجع

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۲۲، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۷۳" انگوٹھے چومیں یا درود پڑھیں"، ص:۷۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

آپ ہی کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ علمائے حنفیہ سے حدیث بھی سمجھتے ہیں کیونکہ ضعیف حدیث بھی حدیث ہی ہوتی ہے اور ضعیف حدیث کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ علمائے حنفیہ کے یہاں فضائل اعمال میں مقبول ہے۔ اگر حقانی صاحب کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہیں کسی اچھے عالم سے پوچھ لینا چاہئے تھا۔ اب باقی رہ گئے وہ بعض لوگ جو اس حدیث کو بناوٹی کہتے ہیں تو حقانی صاحب کے بیان کے مطابق وہ حنفی مذہب کے علما میں سے نہیں ہیں اس لیے ان کی تقلید ہمارے لیے ضروری نہیں۔ حنفی ہونے کے رشتے سے ہم صرف علمائے احناف کی رائے کے پابند ہیں۔ لہٰذا حقانی صاحب کی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث بھی احناف کے نزدیک قابل عمل ہے اور ضعیف کی وجہ سے چاہے اسے سنت یا واجب کا درجہ نہ دے سکیں لیکن انگوٹھا چومنا مستحب یا کم از کم مباح ضرور ہے جیسا کہ خود حقانی صاحب نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ:

" انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنت یا واجب یا فرض نہیں ہے بلکہ مستحب یا مستحسن یا مباح کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ص: ۲۲۲ "(۱)

کہئے حقانی صاحب!

جب انگوٹھا چومنے والی حدیث بناوٹی ہے تو فعل مستحب ہو جائے گا؟ اسے تو بدعت یا ممنوع ہونا چاہئے تھا۔

دوسری دلیل حقانی صاحب نے وہ بہت ساری حدیثیں نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا نام پاک سن کر درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔ ان حدیثوں کو پیش کرکے انہوں نے اپنا مدعا اس طرح ثابت کیا ہے:

" میرے عزیز دوست! ایمانداری سے فیصلہ کرنا اس بات کا! کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا نام مبارک سنے تو کیا کرنا چاہئے؟۔ اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا چاہئے یا درود شریف پڑھنا چاہئے۔ ص: ۲۱۹ "(۲)

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص: ۲۲۲، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب: ۳۷ " انگوٹھے چومیں یا درود پڑھیں "، ص: ۳۴۸، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، اڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء
(۲) شریعت یا جہالت، ص: ۲۱۹، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب: ۳۷ " انگوٹھے چومیں یا درود پڑھیں "، ص: ۳۴۵، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، اڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

"اب ہم اس الزام کا جواب سوا اس کے اور کیا دے سکتے ہیں کہ حنفی مذہب کی کتابوں کا پھر سے مطالعہ کیجیے !اور سچے جذبے کے ساتھ یہ معلوم کیجیے کہ حضور پاک ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومنے کے سلسلہ میں احناف کا صحیح مذہب کیا ہے۔ یہ دیکھیے !حنفی مذہب کی معتبر کتاب شامی میں اس مسئلے کی صحیح تفصیل؛ یوں لکھی ہوئی ہے:

""مستحب یہ ہے کہ اذان میں پہلی بار حضور کا نام پاک سن کر یہ درود شریف پڑھے "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ" اور دوسری بار کہے "قرۃ عینی بک یا رسول اللہ "اس کے بعد اپنے دونوں انگوٹھوں پر رکھ یہ دعا پڑھے "اللھم متعنی بالسمع و البصر"جو شخص ایسا کرے گا اور کہے گا حضور نے بشارت دی ہے کہ قیامت کے دن جنت کی طرف اس کی پیشوائی کروں گا۔ جیساکہ کنز العباد میں یہ حدیث۔شامی .باب الاذان"[۱]

حقانی صاحب!

حنفی مذہب میں حضور پاک ﷺ کا نام سن کر انگوٹھا چومنے کا صحیح طریقہ یہ ہے اور اسی طریقے کے ہم پابند ہیں۔ اس میں درود شریف پڑھنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ اب تو شائد آپ یہ سوال نہیں کریں گے کہ انگوٹھا چومنا چاہئے یا درود شریف پڑھنا چاہئے ؟۔علیماے احناف کہتے ہیں کہ دونوں کو کرنا چاہئے اور دونوں میں کوئی منافات نہیں کہ چومنا لبوں کا کام ہے اور پڑھنا لبوں کا کام ہے۔

حقانی صاب!

آپ نے اپنے متعلق لکھا ہے کہ:

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں حنفی مذہب کا ماننے والا ہوں۔ ص:**۲۲۲**"[۲]

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۱) "یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادۃ:صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ﷺ، وعند الثانیۃ منھا:قرت عینی بک یا رسول اللہ ﷺ،ثم یقول :اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فانہ علیہ السلام قائدا لہ الی الجنۃ"

ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویرالابصار لامام ابن عابدین الشامی ،کتاب الصلوۃ ،باب الاذان ،مطلب فی کراھۃ الجماعۃ فی المسجد2/ 68

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۲۲، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۷۳" انگوٹھے چومیں یا درود پڑھیں"، ص:۳۴۷، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

آپ حنفی مذہب کے ماننے والے ہیں تو یہ چیز چھپنے کی نہیں ہے۔ قسم کھانے کی ضرورت کیا تھی ۔برانہ مانئے !توعرض کروں کہ قسم کھاکر شائد آپ نے مدینہ کے منافقین کی سنت پر عمل کیا ہے۔کیوں کہ وہ بھی قسم کھاکر کہتے تھے ہم مذہب اسلام کے ماننے والے ہیں۔

بہر حال، آپ اگر حنفی ہیں تو انگوٹھا چومنے کے سلسلہ میں حنفی مذہب کا یہ مسئلہ ہم نے کھول کر بیان کر دیا۔

اب کہیے!

ایک سچے حنفی کی طرح کا آپ کا اس مسئلہ پر آج سے عمل کریں گے؟

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ شامی کی مذکورہ بالا عبارت میں درود شریف کا جو صیغہ تعلیم کیا گیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے یارسول اللہ "حنفی مذہب کا یہ مسئلہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر جگہ کے حنفی مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ درود پڑھتے وقت "یارسول اللہ ﷺ" کہیں۔

یہیں سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوگیا کہ دور سے یا رسول اللہ ﷺ کہنا اور خدا کے مقرب بندوں کا نام پکارنا حنفی مذہب میں قطعاً جائز ہے۔اب جو اسے شرک یا حرام کہتا ہے تو وہ کسی اور مذہب کا ماننے والا ہے۔حنفی مذہب کا ماننے والا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

انگوٹھا چومنے کو حرام ثابت کرنے کے لیے حقانی صاحب کے پاس کوئی دلیل نہیں ملی تو انہوں نے ایک چھوٹا الزام ہم پر تراشا کہ ہم لوگ انگوٹھا چومنے کو فرض یا واجب سمجھتے ہیں اور جو ایسا نہ کرے اسے مسلمان نہیں سمجھتے۔اس لیے اگر یہ جائز تھا تو اب غلط اعتقاد کے باعث حرام ہوگیا۔اس کے جواب میں ہم وہی کہیں گے جو قرآن نے کہا "لعنة الله علی الکاذبین" جھوٹو پر خدا کی لعنت اور یہ جواب پسند نہیں ہے تو پھر حقانی صاحب ہماری کتابوں سے الزام ثابت کریں!

وسیلہ کی بحث

حقانی صاحب نے اپنی کتاب میں وسیلہ کے خلاف جو بحث کی ہے۔میں اسے ایسی جھوٹی گواہی سے تشبیہ دونگا جو جرح کے وقت جگہ جگہ سے ٹوٹ جائے اب یہ تاریخی بحث آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

ان کا پہلا بیان ہے کہ حنفی مذہب میں وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے (ص:۲۹۸)[1]

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۲۹۸، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

اب ان کا دوسرا بیان ملاحظہ فرمایے۔ لکھتے ہیں:
کسی کے مزار پر جاکر یا اپنے گھر ہی میں سے ان کے حق میں بعد میں فاتحہ اور دعاے مسنون کے خانہ کعبہ یا مسجد یا دیگر مقامات مقدسہ یا تلاوت قرآن کی برکت سے یا فلاں زندہ بزرگ کے اعمال صالح کی برکت سے میرا فلاں کام پورا کردے۔ تو جائز ہے۔ ص:۳۰۰"(۱)

اس بیان سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ پہلی بات تو یہ کہ وسیلہ اگر جائز ہے تو صرف زندہ بزرگ کا؛ وفات یافتہ بزرگ کا نہیں اور وہ بھی ان کے نیک اعمال کا ان کی ذات کا نہیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوءی دعا مانگنے کی جگہ مزارات بھی ہیں اب ان کا تیسرا بیان بھی پڑھ ءے عین ہدایہ اور فتاوی عالمگیری کے حوالہ سے انھوں نے تحریر فرمایا ہے
"انبیا علیہم السلام اور اولیا اللہ کے (عمل صالح) کے وسیلہ سے دعا کرنا مضائقہ نہیں۔ ص:۳۰۰" (۲)

اس بیان میں انبیا علیہم السلام کے عمل صالح کے وسیلہ سے دعا مانگنے کی اجازت دی گئی ہے جس کے معنی یہ ہوے کہ وفات یافتہ بزرگوں کے نیک اعمال کے وسیلہ سے بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ کیوں کہ ظاہر کہ اانبیا علیہم السلام اپنی حیات ظاہری کے ساتھ آج اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ ہزاروں سال پہلے وصال فرما چکے۔

اس عبارت میں بھی بریکیٹ کے اندر انھوں نے اپنی طرف سے (عمل صالح) کا لفظ بڑھا کر اس بات کو واضح کر دیا ہے اولیاء اولیاء کی ذات کا وسیلہ جائز نہیں ہے۔ صرف نیک اعمال کا وسیلہ دے سکتے

ایضا، باب:۴۵ "وسیلہ"، ص:۴۵۷، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء
نوٹ: ان دونوں نسخوں میں عبارت تبدیلی کے ساتھ یوں ہے:
"حنفی مذہب میں وسیلہ سے دعا مانگنا مضائقہ نہیں"
(۱) شریعت یا جہالت، ص:۳۰۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۴۵ "وسیلہ"، ص:۴۷۱، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء
(۲) شریعت یا جہالت، ص:۳۰۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب:۴۵ "وسیلہ"، ص:۴۷۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

ہیں۔

لیکن اسی بحث میں انھوں نے ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

”رسول کریم ﷺ نے مہاجرین و پریشان حال مسلمانوں کا واسطہ دے کر خدا سے کفار پر دعا مانگی تھی۔ ص:۳۰۰“ (۱)

اس حدیث سے حقانی صاحب کا بیان بالکل جھوٹا اور غلط ثابت ہو گیا کہ ذات کا وسیلہ جائز نہیں صرف اعمال کا وسیلہ دے سکتے ہیں کیوں کہ یہاں لفظ ہے مسلمانوں کا واسطہ دے کر جس کے معنی یہ ہیں کہ حضور نے ذات کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی۔ اعمال کا کہیں ذکر نہیں۔

اب ایک تماشا ملاحظہ فرمائیے!

اس حدیث کے مطابق جب حضور نے صحابہ کا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگی تو حضور کے اس عمل سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ وسیلہ کے ساتھ دعا مانگنا سنت رسول ہے اب ایک طرف یہ حدیث نظر میں رکھیے اور دوسری طرف حقانی صاحب کا یہ بیان پڑھیے۔ شریعت کی جھوٹی حماقت کا جذبہ بے نقاب ہو جاءے گا۔ تحریر فرماتے ہیں

”دعا کے وقت کسی قسم کا واسطہ اور وسیلہ کا شرع شریف میں حکم نہیں ہے اور نہ خدا کو اس کی ضرورت ہے کیوں کہ وہ ہر وقت سنتا ہے۔ ص: ۳۰۶“(۲)

اور کسے حکم کہیں گے؟ جب حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نیک بندوں کا وسیلہ اور واسطہ دے کر دعا مانگنا سنت رسول ہے تو اس کے متعلق شرع شریف کا اور کون سا نیا حکم آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۳۰۰، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۴۵ ”وسیلہ“، ص:، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

نوٹ: ان دونوں نسخوں سے مذکورہ عبارت غائب ہے

(۲) شریعت یا جہالت، ص:۳۰۱، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۴۵ ”وسیلہ“، ص:۲۷۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd ۲۰۱۵ء

نوٹ: ان دونوں نسخوں سے مذکورہ عبارت بایں طور تبدیل ہے:

” دعا کے وقت کسی قسم کا واسطہ اور وسیلہ کا شرع شریف میں حکم نہیں ہے اور نہ خدا کو اس کی ضرورت ہے کیوں کہ وہ ہر وقت بغیر وسیلہ کے سنتا اور دیکھتا ہے“

شرع شریف نے سنت رسول کا عمل کرنے کا مطالبہ مسلمانوں سے نہیں کیا ہے ؟کیا اسلام کا یہ بنیادی مسئلہ بھی آپ کو بتانا پڑے گا؟

اور عبارت کا یہ فقرہ کہ نہ خدا کو اس کی ضرورت ہے بڑے غضب کا ہے آج بالکل پہلی بار اس نکتہ سے ہم روشناس ہوے کہ معاذاللہ خدا کو بھی ضرورت پیش آتی ہے۔وسیلہ کی چونکہ اسے ضرورت نہیں ہ۔اس لیے یہ کام عبث اور فضول ہے اور نماز روزہ کی اسے ضرورت ہے اس لیے وہ ضروری ہے۔

اور وجہ بھی کتنی معقول بتائی گئی ہے چونکہ وہ ہر وقت سنتا ہے اس لیے وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پھر سرے سے ہی دعا کی ضرورت نہیں۔جب کہ بندوں کا حال بھی اس سے مخفی نہیں ہے وہ ہر وقت دیکھتا ہے اور جانتا ہے جو بہتر ہو گا وہ خود کرے گا۔کسی کے کہنے سننے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے۔

پھر زبان درازی کرنے سے پہلے حقانی صاحب کو کم از کم اتنا ضرور سوچنا چاہیے تھا کہ نیک بندوں کا واسطہ دے کر جب رسول پاک نے دعا مانگی ہے تو ان سے بڑھ کر وسیلہ کی اہمیت اور ضرورت سے کون واقف ہو گا اب ان کا فیصلہ آپ ہی کے جذبہ انصاف پر چھوڑتا ہوں کہ اپنی اس تحریر میں وسیلے پر جو انھوں نے چوٹ کی ہے اس کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے ؟

بحث کے خاتمہ پر حقانی صاحب سے دو سوال کرنا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ اس کا صحیح جواب دیں گے

پہلا سوال تو یہ ہے کہ آپ مزارات پر جاکر دعا مانگنے کے بارے میں جو لکھا ہے کہ یہ جاءز ہے تو یہ بات آپ نے کہاں سے لکھی اور کیوں لکھی ہے۔جب خود نبی یا ولی کی ذات آپ کی نزدیک دعا کی مقبولیت کا ذریعہ نہیں بن سکتی تو ان مزارات میں کیا خصوصیت ہے ؟

اب دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک طرف تو آپ نے اپنی اسی کتاب میں بتوں کے حق میں نازل ہونے والی تمام آیتوں کو اولیاء واولیاء کے مزارات پر منطبق کیا ہے اور دوسری طرف برکتوں کے حصولہ کے لیے ان ہی مزارت پر جانے کی آپ مسلمانوں کو ترغیب بھی دیتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی کون سی بات صحیح ہے ؟

خدا کا شکر ہے کہ بوسیلہ سرکار مصطفی ﷺ وسیلے کے خلاف حقانی صاحب کی ساری بحث کا بخیہ ادھڑ گیا۔اب ان کے اندر ذرا بھی غیرت ہوگی تو مسلمانوں کے سامنے وسیلے کے خلاف لب کشائی نہیں کریں گے۔

علم غیب کی بحث

علم غیب کے مسئلے پر بحث کے آغاز ہی میں حقانی صاحب نے ایک آیت پیش کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے ؟کل کیا ہوگا؟ بارش کب ہوگی؟کون کہاں مرے گا؟اور قیامت کب آے گی؟اور اس کے بعد لکھا:

”اور صحیح بخاری شریف کی حدیث میں حضور ﷺ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ان باتوں کا علم سوائے اللہ کے اور کسی کو بھی نہیں ہے۔ پھر بھی حضور ﷺ نے آج تک جو ہو چکیں اور قیامت تک جو ہونے والی باتیں تھیں وہ بتادی ہیں۔ ص ۱۱۹“[(۱)]

بتائیے!

اب یہاں کون سی بات باقی رہ گئی جس پر بحث کی جاے۔ رسول کے لیے سارا علم غیب تو انہوں نے مان ہی لیا۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک اور آج سے لیکر قیامت تک ہونے والی باتوں کی جب انہوں نے خبر دی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ سارا علم انہیں عطا کیا جا چکا ہے۔ اب اس اقرار کے بعد علم غیب رسول کے انکار میں اپنے نامۂ اعمال کی طرح انہوں نے ورق کے ورق سیاہ کر ڈالے ہیں تو اس سے ان کا مدعا سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود انہوں نے اپنے آپ کو جھٹلایا ہے!

بہر حال انہوں نے اپنے آپ کو جھٹلایا ہو یا اسلام کی حقیقتوں کو۔ بات جب آگئی ہے تو ان کے قلم کی سیاہ کاریوں کا نقاب الٹ ہی دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جاے کہ علم غیب رسول ﷺ کے انکار میں انہوں نے کس طرح کے دجل وفریب سے کام لیا ہے اور کتنی دلیری کے ساتھ انہوں نے سچی حقیقتوں کو مسخ کیا ہے۔

اس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور ﷺ کے لیے جو علم غیب ہم مانتے ہیں وہ عطائی ہے ۔یعنی خدا کی عطا سے ہے۔ لیکن انہوں نے ان تمام آیتوں کو جن میں مخلوق کے لیے علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔ علم غیب عطائی کے انکار میں پیش کیا ہے اس طرح انہوں نے اصل حقیقت کو چھپا کر آنکھوں میں دھول جھونکنے کی مذموم کوشش کی ہے۔

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص:۱۱۹، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب:۲۳ ” پانچ باتوں کا علم غیب “، ص:۲۲۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

۲۔ نزول قرآن کے وقت کاہنوں کے متعلق اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں اسی عقیدے کی تردید میں قرآن کریم کے متعدّد مقام پر کہا گیا ہے کہ غیب کی بات سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کتنا بڑا فریب ہے کہ انہوں نے ان تمام آیتوں کو جن میں کاہنوں اور رمالوں جنکی غیب دانی کا انکار ہے، انہیں یہ علم عطا ہی نہیں کیا ہے۔ لیکن رسول ﷺ کو تو خدا نے یہ علم عطا کیا ہے۔ جس کا اقرار خود حقانی صاحب کو بھی ہے جیسا کہ کچھ پہلے ان عبارت آپ کی نظر سے گزری۔

پس اب آپ ہی فیصلہ کیجیے !

کہ اتنا واضح فرق کے باوجود جو رسول ﷺ اور کاہن کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہو وہ اپنے وقت کا کتنا بڑا اشقی اور دجال ہے۔

۳۔ حقانی صاحب نے اس مفہوم کی بہت ساری حدیثیں پیش کی ہیں کی حضور ﷺ سے کچھ سوال کیا گیا، اس وقت اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جب وحی آئی بتایا۔ دروازے پر کچھ حاجت مند عورتیں کھڑی تھیں جب انہوں نے اپنی درخواست بھجوائی تو حضور ﷺ نے ان کا نام دریافت کیا۔ بہت سے معاملات اور واقعات میں خود حضور ﷺ صحابۂ کرام سے دریافت کر کے حقیقت حال کا پتہ چلایا۔ کوئی واقعہ پیش آیا اور حضور ﷺ فیصلہ نہیں کر سکے کہ صحیح ہے یا غلط وغیرہ وغیرہ۔

ان ساری حدیثوں کو پیش کر کے حقانی صاحب نے کہا ہے کہ اگر حضور ﷺ کو علم ہوتا تو حضور ﷺ کیوں سوال کرتے، کیوں وحی کا انتظار کرتے ؟ کیوں ایسا ویسا کرتے لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور کو علم غیب نہیں تھا۔

سب سے پہلے تو میں حقانی صاحب کے جذبۂ تلاش کو مبارک باد دوں گا کہ انہوں نے کتنی ہی راتوں کی نیند حرام کر کے اپنے علمی نقائص کا ثبوت مہیا کیا ہے۔ ایسے وفادار امتی کسی نبی کی تاریخ میں شائد ہی مل سکیں گے۔

۴۔ دوسری بات یہ کہوں گا اگر وہ انسانوں کی آبادی میں رہتے ہیں تو جانتے ہوں گے کہ بہت سی مصلحتیں ایسی ہوتی ہیں کہ آدمی جانتے ہوئے بھی اپنے علم کا اظہار نہیں کرتا، یا علم کے باوجود جواب نہیں دیتا یا کسی بات کو جانتا ہے پھر بھی سوال کرتا ہے۔ ان ساری باتوں کو عدم علم ہی کی دلیل سمجھنا غلط ہے۔ خود حقانی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷۴ پر اس مضمون کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ

"کسی مجلس ذکر سے جب فرشتے عالم بالا کی طرف واپس جاتے ہیں تو خدا ان سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے ؟ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں، انہوں نے مجھے دیکھا ہے یا نہیں ؟ وغیرہ وغیرہ"

توکیایہاں بھی آپ یہی منطق لڑائیں گے کہ خداکوعلم غیب ہوتا توفرشتوں سے کیوں پوچھتا۔
بلکہ خود حقانی صاحب نے حضرت موسیٰ کاایک واقعہ بیان کرتے ہیں ہوئے لکھاکہ:
”جب وہ طور پر گئے تو منہ کی خوشبو کے لیے گھاس کی ایک پتی چبائی تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے باوجود علم کے پوچھاکہ کیوں ایساکیا۔ ص:۳۸۵“[۱]
اس واقعہ سے واضح ہوجاتاہے کہ سوال علم کے منافی نہیں ہے۔
۵۔ حضور ﷺ کے علم غیب کے متعلق ہمارا مسلک یہ ہے کہ وہ ۲۳/سال کی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔یعنی نزول وحی کی ابتدا سے لیکرآخری سانس تک حضور ﷺ کے علمی کمالات کی تکمیل ہوتی رہی۔لہٰذا اس درمیانی مدت میں اگر یہ ثابت ہوجاے کہ فلاں چیز حضور نہیں جانتے تھے تو ہمارے دعویٰ پراس کاکوئی اثرنہیں پڑتا۔
اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک شخص ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوااور ۱۹۵۰ء میں اسے عالم،فاضل کی ڈگری مل گئی۔جب اس کے علم کا ڈنکا ہر طرف بجنے لگا توکچھ اس کے حاسد اور دشمن پیدا ہوگئے اور انہوں نے ہر طرف شور مچانا شروع کردیاکہ وہ عالم نہیں ہے وہ عالم نہیں ہے۔اس پراس عالم کے وفادار شاگردوں نے ان حاسدوں کو پکڑااور ان سے پوچھاکہ یہ بات تم کہاں سے کہتے ہو؟انہوں نے جواب دیاکہ ہمارے پاس معتبر راویوں کے بیانات موجود ہیں،جنہوں نے ۱۹۲۸ء میں اسے دیکھا تھا۔وہ حروف تہجی بھی نہیں پڑھ سکتا تھا،کچھ لوگوں نے ۱۹۳۵ء میں اس سے ملاقات کی تھی وہ عربی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔بہت سے لوگوں کا بیان ہے کہ ۱۹۳۸ء میں اس سے تفسیر وحدیث کے چند مسائل پوچھے گئے اور وہ ایک کا بھی جواب نہیں دے سکا۔اب آپ ہی بتائیے ایسے حاسدوں کی باتوں کاآپ سوااس کے اور کیاجواب دیں گے کہ اچھی طرح انکے دماغ کی مرمت کردیں۔بالکل اسی طرح کااندازہ حضور سید عالم ﷺ کے علم شریف کے انکار میں حقانی صاحب نے بھی اختیار کیاہے۔
٦۔ رسول دشمنی کی ایک لرزہ خیز کہانی اور سنیے!
حقانی صاحب نے اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ:
” حضور ﷺ ایک دن منبر پر کھڑے ہوے اور ارشاد فرمایاکہ جوشخص کچھ پوچھنا چاہے وہ

---

(۱)شریعت یاجہالت،ص:۱۸۵،مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی،ایڈیشن 3rd،۱۹٦۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا،باب:٦۲”بت پرستی کاانجام“،ص:۵۹۸،مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی،ایڈیشن 6th،۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق،ایڈیشن 23rd،۲۰۱۵ء

پوچھے !، تم مجھ سے جو بات پوچھو گے میں بتا دوں گا جب تک کہ میں اس مقام میں ہوں "[۱]
آپ بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس طرح کا اعلان وہی کر سکتا ہے جو دنیا و آخرت کے جملہ علوم غیبیہ سے واقف ہو۔ یہیں سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حضور ﷺ دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ پیدائش ادم سے لے کر دخول جنت و نار تک کے جملہ علوم غیبیہ حضور ﷺ کو عطا کر دیئے گئے تھے، کچھ خدائی دعویٰ نہیں ہے اس کی مخالفت کی جاے۔
اوپر والی حدیث سے متعلق حقانی صاحب نے لکھا ہے کہ حضور کے علم و ادراک کی کیفیت اسی وقت تک کے لیے تھی جب تک کہ حضور ﷺ ممبر پر کھڑے تھے۔ چلیے آپ ہی کی بات سہی ! پھر بھی آپ پر یہ سوال مسلط رہے گا کہ اتنی دیر تک حضور ﷺ نے معاذ اللہ خدائی دعویٰ کیا تھا۔ آپ ہاں نہیں کہ سکتے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ ایسا دعویٰ اسلام میں شریک نہیں ہے اور نہ یہ خدائی دعویٰ ہے۔
لیکن ! ذرا حقانی صاحب کی رسول دشمنی دیکھیے کہ وہ یہ دعویٰ سن کر آپے سے باہر ہو گئے۔ اور گالی گلوچ پر اتر آے۔
لکھتے ہیں:
"جاہل واعظوں اور بے دین لوگوں نے گمراہ کرنے کے لیے جہالت کا دوسرا دروازہ کھولا۔ اور کہتے ہیں کہ زندگی میں تو نبی کریم ﷺ کو کل علم غیب نہیں تھا، وفات کے وقت کل علم غیب اور اختیارات دے دئیے گئے۔ حالانکہ یہ بات بھی بالکل جھوٹ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ آنکھوں کے اندھے، جیب کے بندے پیٹ کے پجاری، نفس کے غلام، شریعت کے دشمن امت محمدیہ کو گمراہ کرنے کی نئی نئی چالیں چلتے ہیں۔ ص: ۱۷۴ "[۲]
ذرا ان سے پوچھئے کہ یہ گالیاں آخر کس کو دے رہے ہیں حضور کے لیے ایسا دعویٰ ہم نے بھی

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص: ۱۴۵، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب: ۲۵ "حضور ﷺ کا علم غیب"، ص: ۲۵۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء
(۲) شریعت یا جہالت، ص: ۱۷۴، ۱۷۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
ایضا، باب: ۲۵ "حضور ﷺ کا علم غیب"، ص: ۲۷۳، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

کر دیا تو یہ کوئی خدائی کا دعویٰ تو ہے نہیں کہ عقیدہ توحید کے جذبے میں آپ بے قابو ہو جائیں۔ لہٰذا اب سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ رسول دشمنی کی جلن میں آپ اس مرگی کا شکار ہوتے ہیں۔

ہمارے پاس دعویٰ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے پھر ان کی نیند حرام ہو گئی اور انہوں نے قیامت کے دن کی ایک اور حدیث تلاش کر لی۔ جس میں ”حضور ﷺ نے خبر دی ہے کہ حوض کوثر میرے پاس ایک قوم آئے گی۔ پھر میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا کہ یہ میرے ہیں اور میرے طریقے میں ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا کہ تم کو معلوم نہیں کہ میرے طریقے میں تمھارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہیں۔ ص: ۱۷۴“[(۱)]

یہ حدیث نقل کرنے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”پھر آپ کو وفات کے بعد علم غیب اور اختیارات کہاں ملے۔ ص: ۱۳۵“[(۲)]

بے عقل کو اتنی تمیز نہیں کہ قیامت کے دن کی بات تو الگ رہی حضور ﷺ نے تو اپنی زندگی ہی میں اس واقعہ کی خبر دیدی ہے۔ اگر اس واقعہ کا علم نہیں تھا تو خبر کیسے دی؟

اب رہ گئی بات پہچاننے کی تو ذہول و نسیان علم کے منافی نہیں ہے اور یہاں تو حضور ﷺ خود فرماتے ہیں کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی۔ جس کا مطلب یہ ہے خدا کی مرضی نہیں ہو گی کہ میں انہیں پہچانوں۔

دل کی کدورت بھی کیا چیز ہوتی ہے۔ سوچتا ہوں تو کلیجہ کانپنے لگتا ہے لوگوں کو اپنے بزرگوں کے علمی کمالات کا ذکر کرنے میں مزہ ملتا ہے اور حقانی صاحب مزاج یہ ہے کہ انہوں نے تقریبا ۳۰ر صفحات انبیا سے لیکر سید الاولیاء ﷺ تک ایک ایک کے بارے میں نہایت مزے لے لے کر بیان کیا ہے کہ انہیں فلاں بات کا علم نہیں تھا انہیں فلاں بات علم نہیں تھا۔ بلکہ بعض جگہ تو اولیاء کی بے علمی ثابت کر کے وہ خوشی سے پھولے نہیں سما سکے ہیں اور بے ساختہ قلم سے یہ فقرہ نکل گیا ہے۔

---

(۱) شریعت یا جہالت، ص: ۱۷۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب: ۲۵ ”حضور ﷺ کا علم غیب“، ص: ۲۷۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

(۲) کاتب کی غلطی۔ صحیح یوں ہے:

شریعت یا جہالت، ص: ۱۷۵، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ

ایضا، باب: ۲۵ ”حضور ﷺ کا علم غیب“، ص: ۲۷۴، مکتبہ ربانی بکڈپو دہلی، ایڈیشن 6t، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ

مرجع سابق، ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء

"اور بتاؤں میرے بھیا کو"

ہائے رے شیطان کا حسن فریب؟ تو نے کس کس راہ سے لوگوں کا ایمان غارت کیا۔ مانا کہ گنہگار تھے۔ پر رحمت خداوندی تو غم گساری تھی۔ لیکن تو نے تو انبیا کا گستاخ بنا کر رحمت و نجات کا یہ دروازہ بھی مقفل کر دیا۔

آخری یہ کہتے ہوئے مسئلہ علم غیب پر اپنی بحث ختم کرتا ہوں کہ اگر میں نے اس کا التزام نہ کر لیا ہوتا کہ انہیں کی کتاب سے ان کی تردید کی جائے تو علم غیب رسول کے ثبوت میں قرآن و حدیث اور اقوال امت سے دلائل کے انبار لگا دیتا۔ خدا نے توفیق دی تو یہ فرض آج نہیں تو کل اپنے سر سے ضرور اتاروں گا۔

ایک جھوٹے الزام کی تردید

مجھے نہایت افسوس ہے کہ وقت کی تنگی کے باعث حقانی صاحب کی کتاب کے باقی مسائل پر بحث نہیں کر سکا۔ خدا نے توفیق دی تو کسی بھی فرصت کے وقت باقی حصہ بھی مکمل کر دوں گا۔

لیکن اس وقت ایک غلط الزام کی تردید ضروری سمجھتا ہوں اس لیے چند لمحے آپ کو اور مصروف رکھوں گا۔

مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حقانی صاحب نے جمشید پور کے قیام میں ساکچی اسٹینڈ پر تقریر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں خدا کو ۶۵/ گالیاں دی ہیں اور وہ کتاب میں نے بڑی مشکل سے حاصل کی ہے اور میں نے اسے محفوظ رکھا ہے۔

میں حقانی صاحب اور ان کے جملہ حامیوں کو خدا کا واسطہ دے کر چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ذرا بھی اپنے قول کے سچے اور دھرم کرم کے پکے ہیں تو وہ کتاب مذکور ہمارے سامنے پیش کریں اور دکھلائیں کہ کہاں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاذ اللہ خدا کو گالیاں دی ہیں۔ اگر انہوں نے دکھلا دیا تو میں ذلت و رسوائی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر ہمیشہ کے لیے جمشید پور چھوڑ دوں گا۔

اور اگر انہیں سانپ سونگھ گیا اور وہ نہ دکھلا سکے تو پھر میں اس جھوٹے بہتان کی فریاد میں عوام ہی سے کہوں گا کہ وہ خود انصاف کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ اس طرح کے جھوٹے بہتان لگا کر جو مسلمانوں میں منافرت پھیلاتا ہے وہ اپنے وقت کا کتنا بڑا دجال ہے۔

دعا ہے کہ خدائے پاک ایسے دجالوں اور کذابوں کے شر سے اپنے رسول ﷺ کی مات کو

محفوظ رکھے!۔آمین۔و ما علینا الا البلاغ

ارشد القادری

جمشید پور (جھارکھنڈ)

مصادر و مراجع

نمبر شمار	اسماے کتب	مصنف	مطبع/سن طباعت
۱۔	القرآن العظیم		
۲۔	شریعت یا جہالت	پالن حقانی	ایڈیشن 3rd، ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ
۳۔	ایضا	ایضا	ایڈیشن 6th، ۱۹۸۹ء مطابق ۱۴۰۹ھ
۴۔	ایضا	ایضا	ایڈیشن 23rd، ۲۰۱۵ء
۵۔	فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد گنگوہی،	مکتبہ: تھانوی دیوبند ۱۹۸۷ء
۶۔	رسالہ یک روزہ	اسمٰعیل دھلوی	قتیل فاروقی کتب خانہ بک سیلرز پبلیشرز ملتان
۷۔	ھدیۃ المھدی	وحید الزماں کیرانوی	۱۹۸۷ء
۸۔	نزل الابرار من فقہ النبی المختار - وحید الزماں کیرانوی - مکتبہ: سعید المطابع بنارس ۱۳۲۸ھ		
۹۔	تفسیر بیان القرآن	اشرفعلی تھانوی	کتب خانہ رحمانیہ لاہور
۱۰۔	ترجمہ قرآن	فتح اللہ جالندھری	قرآن سوسائٹی گجرات پاکستان
۱۱۔	روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی، شیخ الاسلام نمبر، - ایڈیٹر: محمد عثمان فارقلیط، معاون: بہار برنی، بروز ہفتہ: ۲۵/رجب المرجب، ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵/فروری، ۱۹۵۸ء		
۱۲۔	سوانح قاسمی	مناظر احسن گیلانی	شائع کردہ دارالعلوم دیوبند
۱۳۔	اشرف السوانح	خواجہ عزیز الحسن	ادارہ تالیفات رشیدیہ ۱۳۰۴ھ
۱۴۔	سوانح مولانا محمد یوسف کاندھیلوی — سید محمد حسنیٰ - مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلما لکھنؤ۔ ۱۴۳۳ھ		
۱۵۔	اشد العذاب	مرتضی حسن در بھنگی	مکتبہ مجتبائی جدید دہلی
۱۶۔	الفتاویٰ العالمکیریۃ	علماے ہند	دارالفکر بیروت لبنان 1st addition ۰۰۹ء۔
۱۷۔	فتاویٰ اشرفیہ	اشرفعلی تھانوی	مکتبہ دارالعلوم کراچی پاکستان،
۱۸۔	البراھین القاطعہ	خلیل احمد انبیٹھوی،	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند، سن طباعت غیر مذکور
۱۹۔۱	ایضا	ایضا	کتب خانہ امدادیہ دیوبند، سن طباعت غیر مذکور
۲۰۔	ایضا	ایضا	دارالاشاعت کراچی، سن طباعت غیر مذکور
۲۱۔	ایضا	ایضا	مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور،
۲۲۔	تقویۃ الایمان	اسمٰعیل، دہلوی	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند۔ باہتمام: محمد اسحاق صدیقی
۲۳۔	ایضا	ایضا	مکتبہ خلیل لاہور۔ سن طباعت غیر مذکور

۲۴۔	تقویۃ الایمان	اسمٰعیل، دہلوی	مکتبہ مؤناتھ بھنجن۔ سن طباعت غیر مذکور
۲۵۔	ایضا	ایضا	مکتبہ توعیۃ الجالیات ربوہ ریاض سعودی
۲۶۔	ایضا	ایضا	فیصل بکڈپو۔ سن طباعت: ۱۹۹۹ء
۲۷۔	ایضا	ایضا	تھانوی دیوبند۔ سن طباعت: ۱۹۸۴ء
۲۸۔	ایضا	ایضا	ناشر فرم عبد الغنی محمد اسمٰعیل تاجر عطر دوکان نمبر ۳۰۷، چاندنی چوک دہلی
۲۹۔	تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان		شمع بک ایجنسی لاہور
۳۰۔	رد المحتار	امام شامی	کتب خانہ ذکریہ

اشاریہ

۱۔م: مصنف　　۲۔م: مکتبہ/مطبع　　۳۔ص: صفحہ　　۴۔ج: جلد

فروغ اہل سنت کے لیے امام اہل سنت کا دس نکاتی پروگرام

۱. عظیم الشان مدارس کھولے جائیں با قاعدہ تعلیمیں ہوں۔
۲. طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔
۳. مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔
۴. طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔
۵. ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔
۶. حمایت مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
۷. تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کیے جائیں۔
۸. شہروں شہروں آپ کے سفیر نگران رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی اعداء کے لیے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔
۹. جو ہم میں قابل کار، موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
۱۰. آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقمیت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔